

عبد السلام
١٢١٩
الشهاب

11. $\frac{1}{3}$

عنه سنة اربعه عشتا

کے لئے غامد وقف مسکنہ

از خانه نوشتند که فایان باد و فرمود که در میان ایشان از روی استواری و

1905

محمد بن عبد الله

کتابخانه عمومی، وقف، مصحف، خط نسخ، خط نستعلیق

الامر خطف الخطفة فالتعشا ثاقب

الشہادت

الحافظ المرتاب

جسمین نہایت سلیس معقول اور منصفانہ طریقہ سے مرزائیوں کے ارتداد کا ثبوت قتل مرتد کے شرعی دلائل اور اس کا عقلی فلسفہ اور جہاد بالیہف کی حکمت اور حدود و اور دولت مستقلہ خدا و اد افغانستان کے فیصلہ دربارہ تغریہ مرتد کی تحسین و تصویب اور ان تمام شہادت کا ازالہ کیا گیا ہے جو اس فیصلہ پر کئے جاتے ہیں

مؤلف

کترین خدام ہدام

شہید احمد ثانی یوبندی عفر اللہ ذیوب

وسر عیوب

بام تمام

مولوی محمد طیب و مولوی محمد طاہر صاحب

قائم پین دین طبع ہوا



الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير خلقه محمد وآله وصحبه اجمعين
 کابل میں نعمت اللہ قادیانی کی سنگساری کے واقعہ سے ہندوستان کے اخباروں میں قادیانیوں
 کے ارتداد کی بحث پھر تازہ ہو گئی اور ساتھ ہی یہ مسئلہ بھی زیر بحث آ گیا کہ اسلام میں مرتد کی سزا
 کیا ہے۔ مسٹر محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور نے "پیغام صلح" کے ضمیمہ کے طور پر ایک پمفلٹ
 بھی اسی مضمون کے متعلق بڑی تعداد میں شائع کرایا ہے جس میں پورے زور خطابت سے
 حکومت افغانستان اور علماء دیوبند کے خلاف (جو افغانستان کے اس فعل کی سب سے بڑھ کر
 تحسین کرنے والے ہیں) نفرت اور اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اگرچہ مجھے یقین ہے کہ مسلمان اب بہت کچھ قادیانیوں کی فتنہ پردازیوں اور اسلام کے خلاف ان
 کی دسیہ کاریوں سے واقف ہو گئے ہیں۔ اور اسی لئے ان کا کوئی پروپیگنڈا افغانی گورنمنٹ یا
 علماء دیوبند کے خلاف انشاء اللہ مؤثر نہیں ہو سکتا۔ تاہم سلسلہ تحریرات جس حد تک پہنچ گیا ہے
 اُسے دیکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس باب میں توسط کیساتھ کچھ عرض کیا جائے۔

اس ضمن میں پہلی بحث جو ہمارے سامنے آتی ہے وہ قادیانی جماعت کے ارتداد کا مسئلہ ہے
 اور پھر یہ دیکھنا ہے کہ مرتد کی نسبت اسلام کیا فیصلہ کرتا ہے تو ضروری ہوا کہ اولاً ارتداد کے معنی
 سمجھ لئے جائیں۔

ارتداد کی تعریف

مرتد کے معنی لغت میں (راجع) یعنی کسی چیز سے لوٹنے اور پھر جانے والے کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں مرتد اس شخص کو کہا جاتا ہے جو دین اسلام کو اختیار کر کے اُس سے پھر جائے امام راغب ارتداد کے معنی لکھتے ہیں

هو الرجوع من الاسلام الى الكفر | اسلام سے کفر کی طرف پھر جانا۔ مفردات صفحہ ۱۹۲۔
اور محمد علی صاحب اپنے پمفلٹ میں لکھتے ہیں۔

”ارتداد یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو قبول کر کے پھر اُس سے انکار کر دے اور کہے کہ آپ رسول نہیں۔“

لیکن یہ بات صاف ہو جانی چاہئے کہ امام راغب کی تعریف میں کفار و محمد علی صاحب کی تعریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے انکار کرنے کا کیا مطلب ہے۔ کیا رسالت کا انکار اُسی وقت سمجھا جائیگا کہ وہ زبان سے کہے کہ میں آپ کو رسول نہیں جانتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی یقینی خبر اور قطعی فرمان کا انکار کرنے سے بھی رسالت کا منکر ٹھہریگا؟

فرض کیجئے ایک شخص زبان سے اقرار کرتا ہے کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ نماز بھی قبلہ کی طرف پڑھتا ہے۔ زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہے۔ مسلمانوں کا ذبیحہ بھی کھاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ میرے خیال میں سورہ احزاب یا سورہ نساء قرآن کی سورہ نہیں۔ یا حضرت (صلی اللہ علیہ السلام) مثلاً خدا کے پیغمبر نہیں (معاذ اللہ) باقی سارے قرآن اور سارے انبیاء کی میں تصدیق کرتا ہوں تو کیا ایسی تصریحات کے باوجود بھی محمد علی صاحب اُسے مسلمان سمجھتے رہیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھنے والا تصور کریں گے۔ اور ان بعض انبیاء یا ان بعض اجزاء قرآن کی تکذیب کو خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ رب محمد کی تکذیب قرار نہ دیں گے۔

اگر ایسے شخص کو باوجود زبانی اقرار رسالت کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت بلکہ خود خداوند

رب الغزۃ کا منکر ہی قرار دیتے ہیں جیسا کہ ان الذین یکفرون باللہ ورسولہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسولہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلاً اولئک هم الکافرون محقق کے تحت میں انہوں نے لکھا ہے:-

”اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق سے مراد صرف یہی نہیں کہ اللہ کو مان لیا اور رسولوں کا انکار کر دیا جیسے برہمہ وہیں بلکہ یہ بھی کہ بعض رسولوں کو مان لیا اور بعض کا انکار کر دیا جیسے تمام اہل کتاب کی حالت ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ کے کسی رسول کا انکار گویا اللہ ہی کا انکار ہے۔“ (بیان القرآن ص ۴۴)

اور ان کے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) حقیقۃ الوحی ص ۹۹ میں لکھتے ہیں کہ

”کافر کا لفظ مومن کے مقابلہ پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے

(۱) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حشما کا رسول نہیں مانتا۔

(۲) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں الخ

اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۳ پر لکھتے ہیں ”جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا الخ

تو ان کے اقرار اور تسلیم سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک بھی اللہ اور اس کے رسول کے انکار کی صرف یہ ہی صورت نہیں کہ ایک شخص زبان سے صریح طور پر یوں کہے کہ میں خدا کو یا اس کے پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا۔ بلکہ بسا اوقات بعض نہایت ہی قطعی اور ضروری چیزوں کا انکار کرنا والا بھی جن کی اطلاع خدا اور اس کے رسول نے دی ہو خدا اور اس کے رسول ہی کا انکار کرنے والا سمجھا جائیگا جو قرآن کی تصریح اور مرزا صاحب کے اقرار کی موافق کفر ہے۔

پس جب کہ امام راغب کی تصریح کے موافق اسلام سے کفر کی طرف پھر جانے کا نام ارتداد ہے اور محمد علی صاحب اور ان کے مسیح موعود کی تصریحات سے یہ ثابت ہو چکا کہ کفر صرف یہ ہی نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کا صریح طور پر زبان سے انکار کیا جائے بلکہ بعض قطعیات اسلام کا انکار کرنا بھی

حقیقت میں اللہ اور اُس کے رسول کا انکار کرنا ہے جو کفر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ارتداد یعنی اسلام سے کفر کی طرف پھر جانے کی دو صورتیں ہیں

(۱) ایک یہ کہ کوئی مسلمان صریحاً اسلام سے انکار کر بیٹھے۔

(۲) دوسرے یہ کہ ایسا نہ ہو مگر بعض ضروریات دینیہ اور قطعیات شرعیہ سے انکار کرے۔

دونوں صورتوں میں ایسا شخص مرتد یعنی اسلام سے نکل کر کفر میں جا بیوا لا ہے (العیاذ باللہ)

کیا مرزا قادیانی اور اُس کی امت مرتد ہیں؟

جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو مرتد کہتے ہیں اُن کے نزدیک معیار ارتداد وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں ان کا دعویٰ یہ ہے کہ مرزا صاحب پہلے مسلمان تھے اور جمہور اہل اسلام کے عقائد رکھتے تھے اُس کے بعد انہوں نے بتدیج بعض ایسی باتیں لکھیں اور شائع کیں جن کا ماننا کھلے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا نہ ماننا ہے۔ وہ اگرچہ بار بار زبان سے یہ بھی اظہار کرتے رہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین خدا کے پاک اور برگزیدہ بندے ہیں لیکن ساتھ ہی وہ قلم اور زبان سے نہایت اصرار کے ساتھ ایسی چیزیں بھی نکالتے رہے جو اُن کے پہلے اذعان کی مذب ہیں۔

وہ جب کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تصریح کے موافق خاتم النبیین ہیں تو ساتھ ہی یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ میں آپ کے بعد نبی ہو کر آیا ہوں۔ پھر یہ نبوت جس کا انھیں دعویٰ ہو صرف وہ ولایت و محدثیت نہیں جسے بعض صوفیہ نے (مثلاً شیخ اکبرؒ) اپنی اصطلاح میں نبوت کے لفظ سے تعبیر کر دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ گروہ اولیا میں موجود ہوتی ہے، مگر اس کی وجہ سے وہ اولیا، انبیاء نہیں کہلاتے

۱۰ فالانصاف بکمالات النبوة لا يستلزم پس کمالات نبوت سے متصف ہونا اتصاف بالنبوة

الاتصاف بالنبوة (عقبات صفحہ ۱۵۹) کو مستلزم نہیں۔

(بقیہ بر صفحہ ۵)

اور نہ کبھی آج تک کسی ولی نے حتی کہ اس محدث نے بھی جس کے محدث ہونے کی تصدیق زبانِ رسالت سے ہو چکی تھی۔ (حضرت عمر بن الخطابؓ) اپنی اس نبوة پر ایمان لانے کی طرف لوگوں کو دعوت دی ہے اور نہ مرزا صاحب ایسی گھٹیا نبوت کے مدعی ہیں جو ایک سچا خواب دیکھنے سے بھی کسی مومن نبیؐ کو فی الجملہ حاصل ہو سکتی ہے۔

مرزا صاحب کا دعوائے نبوة

بلکہ وہ محدثیت وغیرہ سے آگے بڑھ کر مدعی ہوئے ہیں ایسی نبوت کے جس پر نہ صرف قادیان کو۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴

فاخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
الرؤيا جزء من اجزاء النبوة فقد بقي للناس
في النبوة هذا وغيره ومع هذا لا يطلق اسم
النبوة ولا النبي الا على المشرع خاصة فحجر
هذا الاسم لخصوص وصف معين في النبوة
(فتوحات صفحہ ۴۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بتدایا کہ خواب (سچا)
اجزاء نبوة میں سے ایک جز ہے تو لوگوں کے واسطے
نبوة میں سے یہ جز (رؤیا) وغیرہ باقی رہ گیا ہے۔ لیکن اس کے
باوجود بھی نبوة کا لفظ اور نبی کا نام بحرِ مشروع (امرِ دینی)
لائیو اے کے اور کسی پر پولا نہیں جاسکتا۔ تو نبوة میں ایک
خاص وصف معین کی موجودگی کی وجہ سے اس نام (نبی)
کی بندش کر دی گئی ہے۔

کمن یوحی الیہ فی المبشرات وہی جزء من جزء
النبوة وان لم یکن صاحب المبشرة نبیا ففقطن
لعموم رحمۃ اللہ فما تطلق النبوة الا لمن
انصف بالمجموع فذلك النبوة وتلك النبوة التي
حجرت علينا وانقطعت فان حملتها التشريع
بالوحي السلكی فی التشريع وذلك لا یكون الا
لنبی خاصۃ (فتوحات صفحہ ۵۶۱)

جیسے کسی کی طرف مبشرات کی وحی آئی اور وہ مبشرات
اجزاء نبوة میں سے ہیں۔ اگرچہ صاحبِ مبشرة نبی نہیں
ہو جاتا۔ پس رحمۃ اللہ کے عموم کو سمجھو تو نبوة کا اطلاق اسی پر
ہو سکتا ہے جو تمام اجزاء نبوة سے متصف ہو۔ وہی نبی ہے۔ اور
وہ ہی نبوت ہے جو قطع ہو چکی اور ہم سے وکدی گئی کیونکہ نبوة
کے اجزاء میں سے تشریع بھی ہے۔ ہر وحی علی سے ہوتی ہے
اور یہ بات صرف نبی کیساتھ مخصوص ہے۔

نہ صرف پنجاب کو نہ صرف اٹلیا کو بلکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی طرح تمام عالم کو ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ پھر جو کوئی اس دعوت کے پہنچنے پر بھی ایمان نہ لائے وہ دائرہ ایمان و اسلام سے خارج اور جہنمی ہے جس طرح آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر ایمان نہ لائے والا ہے ایمان اور جہنمی ہوتا ہے۔ بلکہ ان کا نہ ماننے والا بعینہ خدا اور رسول کو بھی نہ ماننے والا ہے۔

نہ صرف یہی کہ ان کو معمولی نبی تسلیم کر لیا جائے بلکہ بعض اولوالعزم پیغمبر اور خاتم انبیاء بنی اسرائیل سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر بھی ان کی فضیلت کا اقرار کیا جائے۔ پھر فضیلت بھی کوئی جسزنی فضیلت نہیں بلکہ کلی فضیلت اور ہر شان میں ان سے بڑھ کر مانا جائے۔ اور اگر ہو سکے تو ان سب کے بعد ذرا دبی زبان سے شرعی (صاحب شریعت) نبی بھی تسلیم کر لیا جائے۔ ملاحظہ ہوں مرزا صاحب کی عبارات ذیل:-

”اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے“

(انجام آتھم بار دوم صفحہ ۶۲)

”بہر حال جب کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ایک ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قبل مؤاخذہ ہے۔“

(منہج المصلی جلد اول صفحہ ۳۸ منقول از تشہید الاذیان جلد ۶ ص ۱۳۵)

”علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے (حقیقۃ الوحی بار دوم صفحہ ۱۶۳) اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تہذیب کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صد ہا نشانوں کے منقری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے“ (ایضاً صفحہ ۱۶۴)

”اول میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہو وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جہنمی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو

خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی (حقیقۃ الوحی بارش) ۱۴۹
 خدا نے امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔
 حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ - منقول از ریویو جلد اول ۷ صفحہ ۲۵۷۔

کافر کی طرح کے رسول کا نہ ماننے والا ہوتا ہے

اس کے متعلق تریاق القلوب صفحہ ۱۳۱ میں لکھتے ہیں۔

”یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے سے انکار کر نیوے کو کافر نہ ماننا یہ صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جستہ
 اور محدث ہیں کہ وہ کیسے ہی جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں اُن کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔“

”ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کر دی اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہ ہی صاحب شریعت ہوگا۔ پس اس تعریف کی رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نے احکام ہوں۔ تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ هَذَا الْقَوْمَ الْاَوَّلٰی صَحَفَ اِبْرٰهیمَ وَمُوسٰی۔ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ جس میں باستیفاء امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتماع کی گنجائش نہ رہتی۔“ اربعین صفحہ ۷۔

۱۷ شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فما بقی للاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوالا | نبوة اٹھ جانے کے بعد آج اولیاء کے لئے بجز تعریفات
 التعریفات وانسدت ابواب الاموالا | کے کچھ باقی نہیں ہا اور اور امر و نہی کے سب دروازے

کیا مسٹر محمد علی اور بختری سے اُن کی تائید کرنی واسے یہ عبارتیں سن رہے ہیں۔ کیا یہی وہ صوفیوں کی اصطلاحی یا مجازی یا لغوی نبوت ہے جس کا ثبوت روایا کی حدیث یا شیخ اکبر کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ کیا قادیانیوں کا یہی ظلی اور بروزی نبی ہے جو اصلی اور حقیقی نبیوں سے بھی بڑھ گیا ہے۔ کیا امتی بنی نام رکھ دینے سے اس حقیقت پر پردہ پڑ سکتا ہے۔ اور کیا یہ سخت حیرت انگیز اور مضحکہ خیز منطق نہیں ہے کہ کسی پُرانے نبی (علیہ السلام) کا دوبارہ آنے کا یہ خاتم النبیین کے خلاف ہو لیکن پچھلے نبیوں پر فضیلت کلی رکھنے والا ایک نبی قادیان میں آجائے یہ خاتم النبیین کے خلاف نہ ہو۔ گویا اُن حضرت سلی اللہ علیہ وسلم کے وجود یا جو دے مفضل

(بقیہ صفحہ ۷)

والنواھی فمن ادعاهما بعد محمد صلی اللہ علیہ بند ہو چکے۔ اب جو کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو مدعی شریعۃ اوحی بھا الیہ سوائے کے بعد امر وہی کا مدعی ہو (جیسے مرزا صاحب) وہ وافق بھا شرعنا وخالف (فتوح مکیہ ص ۳۴) اپنی طرف وحی شریعت آئے کا مدعی ہے۔ خواہ وہ شریعت ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف۔

شیخ عبد الوہاب شمرانیؒ اس عبارت کیساتھ اس قدر اور اضافہ کرتے ہیں:-

فان کان مُکلفاً ضارباً عنقاً والاخر بئاعنہ صنفاً (الیواقیت والجواہر ص ۳۳)۔ پھر اگر یہ مدعی وحی شریعت مکلف ہے (یعنی مجنون وغیرہ نہیں ہے) تو ہم اس کی گردن مارینگے اور اگر وہ ف نہیں تو ہم اُس سے کنارہ کشی کریں گے۔

قال الشیخ الاکبر فی الباب الحادی والعشرون من الفتوحات مَنْ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرَهُ بِشَیْءٍ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِصَحِيْحٍ اِنَّمَا ذٰلِكَ تَلْبِیْسٌ (ان الامر من قسم الکلام وصفته وذلك باب مسرود دون الناس الیواقیت والجواہر ص ۳۳)۔ شیخ اکبر فتوحات کے اکیسویں باب میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی البعد بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی چیز کا امر کیا ہے (جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میری وحی میں امر بھی ہوا ہے) تو یہ دعویٰ صحیح نہیں یہ محض تمہیں ہے کہ کلام کی قسم اور اس کی صفات میں سے ہے۔ اور یہ (کلام کا دروازہ) لوگوں پر بند کیا جا چکا ہے۔

انبیاء کے آئے کا سلسلہ تو بند رہا لیکن ان سے علی و فضل انبیا کی شریف دُری کا دروازہ کھولا دیا اور
 کاش کہ قرآن میں بھی نہ آئیں لیکن آیت کے ساتھ فتح انہیں کی کوئی آیت ہوتی اور جس سحریت و
 تکرار کیساتھ حضور سے پہلے انہوں نے انبیا کا تذکرہ ہوا ہے اُس کا عشر عشرین تیس آیتوں سے
 متعلق ہوتا کہ امت کو زیادہ کام ان ہی کچھلوں سے پڑنا تھا اور یہ ان پہلوں سے افضل ہیں۔

کیا مزیوں میں کوئی بھی خوف خدا رکھنے والا نہیں۔ کیا ان کے دلوں پر مہر ہو چکی ہے۔ کیا ان کی قلوب
 پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں جو ایسی ایسی صیغ عبارتوں کے بعد بھی یک منفری علی اللہ و سچا
 پیغمبر بناتے چلے جاتے ہیں۔ عجیب ماشہ ہے کہ اس منفری نے اپنے تئیں سچا ثابت کرنے کے لئے
 آٹھم کے قصہ میں اور محمدی سلم کے آسمانی کلام میں معاذ اللہ خدا کو اور اس کی قضاء بہر مہر تک کو جھوٹا ٹھہرا
 مگر وہ محروم خیر جماعت جو آج علماء دیوبند پر خدا کو جھوٹا کہنے کا محض فرضی الزام رکھ رہے ہیں اور نئی
 لعنت خرید رہی ہے اُس منفری کا برابر کلمہ پڑھتی جاتی ہے جو اپنی سچائی کا ثبوت ہی جب پیش کر سکتا ہو
 جب پہلے خدا کو جھوٹا ثابت کر دے۔ (کبریت کلمہ تخریج من افواہم)۔

شاید محمد علی صاحب کو علماء دیوبند کے آئینہ اعتقاد میں اپنا چہرہ نظر آگیا ہے جو معاذ اللہ خدا کے جھوٹ
 بولنے کی تصویر سامنے آگئی۔ ان فی ذلک لذكری لمن کان له قلب او الفی السمع وہوشہد۔

خوب سمجھ لو کہ جھوٹے جیلے اور بیہودہ عذر تراش کر ختم نبوة جیسے قطعی اور اسلام کے بنیادی عقیدہ
 کی تکذیب کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور صدق و استبازی اور قرآن کریم کے وحی الہی ہونے
 سے انکار کرنا ہے۔ فَاَنَّهُمْ لَا يَكْذِبُونَ وَلَكِنْ | یہ لوگ تجھے نہیں جھوٹاتے بلکہ ظالم خدا کی
 الظالمین بآیت اللہ سبحانہ و تعالیٰ آیات کا انکار کرتے ہیں۔

اور جیسا کہ بتداء میں عرض کر چکا ہوں یہ ہی ارتداد ہے کہ آدمی اسلام کا اقرار کرنے کے بعد پھر اُس سے صریحاً
 انکار کرنے لگے یا ایسی قطعی اور صاف چیزوں کا انکار کر بیٹھے جو انکار رسالت کو مستلزم ہو۔

ارتداد کی اس قسم خفی کا نام یعنی یہ کہ آدمی زبان سے اسلام کا نام بھی لیتا ہے اور کلمہ بھی پڑھتا ہے مگر مقول
 تحریفات اور ناقابل قبول تاویلات باطلہ سے قطعیات کے انکار پر بھی ٹلا ہو سلف کی زبان میں پڑتا ہے۔

ہو گیا ہے۔ اور جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے زناد کا حکم بھی وہی عام مرتدین کا رہا ہے۔

اس تمام تقریر سے نتیجہ نکلا کہ مرزا اسلام احمد مت دینی جس کی ختم نبوت کو دکنیوں کی تصدیقات پر نقل کر چکے ہیں اسلام کے ایک قطعی عقیدہ کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے مرتد اور زندقہ سے اور جو ہرگز ان تصدیقات پر مطلع ہو کر ان کو صادق سمجھتی ہے اور اس کی حمایت میں لڑتی ہے وہ بھی یقیناً مرتد اور زندقہ سے خواہ وہ قادیان میں سکونت رکھتی ہو یا لاہور میں جہنگ وہ ان تصدیقات کے غلط اور باطل ہونے کا اعلان نہ کرے گا خدا کے عذاب سے خلاص پانے کی اس کے لئے کوئی سبیل نہیں۔

یہاں تک ہم نے مرزا صاحب اور ان کے اذنب کے ارتداد کا صرف ایک سبب بیان کیا ہے کیونکہ محمد علی صاحب نے اپنے پمفلٹ میں اسی کا ذکر کیا تھا۔ دوسرے وجوہات ارتداد مثلاً توہین انبیاء علیہم السلام وغیرہ سے عداوت غماض کیا گیا ہے۔ شاید اس خدمت کو میرا کوئی دوسرا بھائی انجام دے گا۔ اور بہت سے بزرگ مجھ سے پہلے بھی فی الجملہ انجام دے چکے ہیں۔

آپ یقین کیجئے کہ ہم کو مرزا صاحب یا کسی ایک کلمہ گو کے کافر اور مرتد ثابت کرنے میں کوئی خوشی نہیں ہے۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ نہ ہم غیر مقلدین کو کافر کہتے ہیں۔ نہ تمام شیعوں کو۔ نہ سائے پتھروں کو حتیٰ کہ ان بریلویوں کو بھی کافر نہیں کہتے جو ہم کو کافر بتلاتے ہیں۔ اور ہماری تمنا تھی کہ کوئی صورت ایسی نکل آتی کہ مرزاہوں کی تکفیر سے بھی ہم کو زبان آلودہ نہ کرنی پڑتی۔ لیکن ان کے ملحدانہ دعاوی نے جن سے بارگاہ رسالت میں سخت گستاخی ہوتی ہے۔ اور کسی طرح ختم نبوت کا ستون کھرا نہیں رہ سکتا۔ ہم کو مضطر کر دیا ہے کہ بادل ناخواستہ ان کی گراہی سے لوگوں کو بچائیں۔ کہ جو زبردودھ یا مٹھانی میں مخلوط ہو گیا ہو وہ سخت خطرناک ہے۔

جو عبات میں مرزا صاحب کی میں اوپر نقل کر چکا ہوں کیا ان کے مطالعہ کے بعد اس مسئلہ کا اعلان نہیں ہو جاتا کہ جو کوئی ان کو نبی اور مسیح موعود نہ مانے وہ دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہے۔ اب تم خود دنیا کی مردم شناسی کرو کہ تمہارے کافر بنائے ہوئے غیر مسلموں کے سوا کتنے آدمی مسلمان ہ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ کروڑوں غیر مسلم (فی زعم) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار بھی کرتے ہیں اور اسے احکام بحال دیتے ہیں۔

کیا مسٹر محمد علی اپنے اس فقرہ میں

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اعتراف کر لیا ہے کہ وہ کافر کہنا بڑی خطرناک غلطی ہے خواہ مرزا محمود صاحب۔
 کہیں یا مولوی کفایت اللہ صاحب۔“

وہ نون ناموں سے پشت مرزا غلام احمد قادیانی کا اور اضافہ کریں گے۔ اور ان کی قبر پر چاروں موعولوں
 لمن القی الیکم السلام لست مؤمن کی تلاوت فرمائیں گے؟
 ایک طرف تو آپ کے مسیح موعود سائے جہان کے کلمہ پڑھنے والوں کو بجز چند لاکھ نفوس کے مسلمانوں
 سے نکال سب ہیں اور دوسری طرف آپ تیسرا شخص کو جو مسلمانوں کو سلام کرے (خود وہ ہندو ہو یا
 یہودی یا نصرانی یا دہریہ) مومن تسلیم کرتے ہیں۔ اس سے نبی قادیانی اور امتی دونوں کی شریعت نہیں
 اور قرآن دانی کی حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے۔

کہا گیا ہے کہ قادیانی بڑے نمازی ہیں قرآن بہت پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں
 اگر اس پر بھی وہ مسلمان نہیں تو بڑی حسرت اور حیرت کا مقام ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ایک ایسی ہی بد بخت قوم کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیحین کی احادیث میں
 فرمایا ہے۔ کہ جو قرآن کی تلاوت بھی کرے اور بطاہر سچے مسلمانوں سے بھی زیادہ نمازیں پڑھیں اور روزے
 رکھے مگر ان کا قرآن ان کے حلقوم سے آگے نہ بڑھیں گا اور وہ اسلام میں سے ایسی ہی نکل جائی ہوگی
 جیسے تیرٹھا کا جسم چھید کر صاف نکل جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں نے ان کو پایا تو عادی و ثمود کی طرح
 ان کو قتل کروں گا۔

حق تعالیٰ شانہ اپنی پناہ میں رکھے اور اس دنیا سے ایمان پر اٹھانے کے یہ مقام بڑے خوف اور عبرت
 کا ہے۔۔

مرزا بیوں کو بڑا فخر ہے اور بعض سادہ لوح آزاد منش مسلمان بھی ان کی مدح سرائی میں نطبلہ لہان ہو جاتے
 ہیں کہ وہ آج اسلام کی ایسی خدمت کر رہے ہیں جو کسی دوسری جماعت مسلمین سے بن نہیں پڑی۔
 یعنی یورپ میں اسلام پھیلانے میں ہلاکوں کو اشدھ ہونے سے روکتے ہیں۔ آریوں وغیرہ کے مقابلہ

سینہ سپر ہوتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

نہ کا یہ فخر اور منقبت اگرچہ سمجھدار مسلمان اسے تسلیم نہیں کرتے کہ جس چیز کی وہ اشاعت اور حمایت کرتی ہیں وہ صحیح اسلام نہیں ہے بلکہ یا تو وہ فخر صاحب کی نبوت کی تبلیغ ہوتی ہے اور یا مرزا صاحب کا ترمیم کیا ہوا اسلام جسے اُنہوں نے بہت سے اصول و فروع کاٹ کر نوجوانانِ یورپ یا یورپ کی وحی پر ایمان لانیوالوں کے ابھار و ظنون کے سانچے میں ڈھالا ہے۔

لیکن میں اس سے قطع نظر کر کے علی سبیل التزلزل کہتا ہوں کہ ان کا یہ سب امتیاز اور فخر اور خدماتِ اسلام کو تسلیم کرنے کے بعد بھی اُن کا منہ من اور ناجی ہونا ضروری نہیں ہے۔

صحیح مسلم کے ابواب الایمان میں اس شخص کا واقعہ پڑھئے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہم کاب جہاد میں تھا اور اس نے وہ خدمت اور اعانت اسلام اور مسلمانوں کی کی تھی جس کا اعتراف صحابہ نے حضور کی جناب میں ان الفاظ سے کیا۔

ما اجزأ منّا الیوم احد ما اجزأ فلان آج کے دن ہم میں کوئی بھی ایسا کافی نہیں ہو جیسا کہ فلان آدمی تھا مگر لسان نبوت سے باوجود ان خدماتِ جلیلہ کے ارشاد ہوا اما انہ من اهل النار یاد رکھو کہ وہ دوزخی ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ

ان الله یؤید هذا الدین بالرجل الفاجر | بیشک حق تعالیٰ اس دین کو مدد پہنچا دیتا ہے جو بد معاش آدمی سے اور جامع صغیر میں حدیث ہے کہ

سیشد هذا الدین برجال لیس لهم عند | قریب ہے کہ اس دین کی تائید اور تقویت یہ لوگوں کے ذریعہ سے اللہ خلاق (السراج المنیر شرح الجامع الصغیر) ہو جائیگی جن کے لئے خدا کے یہاں کوئی حصہ نہیں۔

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی جماعت کے متعلق جو قرآن کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کو مانتی تھی صرف قدر کا انکار کرتی تھی فرمایا:-

اذا القیت اولئک فاخبرهم انی برئ منہم | جب تم اُن سے ملو تو کہہ دو کہ میں (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم)

وانہم براؤ موی والری بحلف بہ عبداللہ ان س علیحدہ ہوں اور وہ ہم کو بے تعلقی میں قسم دے سکتا
 بن عمر لو ان لاحد ہمد مل احد ذہبات ^{نفاق} کہ جس کی عبادت بن عمر ہم یہ سکتا اگر ان میں کسی کے پاس
 ما قبل اللہ منحوی یومین بالغدر احد (پہاں کی برابر ہونا ہو پھر وہ سے خرت رڈاوتب بھی
 اللہ تعالیٰ نے ہر راستے قبول نہیں کیا یہاں تک کہ وہ تقیر پر ایمان سے آئے۔

ابو طالب سے بڑھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام کی حمایت اور اعانت ایسی نازک ترین ساعت میں کرنے
 کی ہوگی لیکن وہ ساری خدمات اور جانبازیوں بھی اس کو شخصیات نارستہ نہ بچا سکیں۔
 روایات بال کو پڑھ کر اس کی ہمت سے کہ قادیانیوں کی محض نام نہاد خدمات اسلامیہ کو دیکھ کر ان کے
 مومن یا ناجی ہونے کا فتویٰ دیدے اور ان کے عقائد کفریہ کی طرف کچھ التفات نہ کرے۔

عمر رسالت میں منافقین کا گروہ برابر اپنے کو مسلمان کہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت
 پر قسمیں کھا کر گواہی دیتا تھا۔ اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان کھنک کا اظہار کرتا تھا۔ مسجدوں میں مسلمانوں کیساتھ
 ان کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتا تھا۔ اور ان کا ذبیحہ بھی کھاتا تھا۔ لیکن اس پر بھی ان کو
 جھوٹا اور بے ایمان نہ پایا اور مسلمانوں کو ان کے مکائد سے بچتے رہنے کی ہدایت کی گئی۔ کیونکہ ان کے
 دوسرے قرائن و احوال اور مخاطبات ستر یہ ان کے دعوائے ایمان کی تذبذب کرتے تھے۔ ولتفرہم
 فی لحن القول۔ اور ان کا دل ایمان سے خالی تھا۔ اور وہ لوگ بھی ہم سے یہاں کے پنجابی نبی کی
 امرت کی طرح اندر ہی اندر اسلام اور مسلمانوں کی جڑ کاٹتے رہتے تھے۔

فرق صرف اتنا ہے کہ پنجابی نبی اور اس کی امرت تنگ ظرفی سے اسلام کے خلاف بعض عقائد کا
 اعلان بھی کر دیا اور اس کو وہ منافق سے بجائے مرتد کے حکم کے تحت میں آگئے۔ اور امیر افغانستان ان کو
 منافقین کی سی مہلت نہ دے سکے۔ اگر قادیانی پارٹی منافقین میں شامل ہو کر افغانی حدود تغریہ سے بچنا
 چاہتی ہے تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ ہمارا اپنے خبیث عقائد کا اقرار کرنا چھوڑ دے۔ پھر
 ان کے دلوں کا حال خدا کے اور یوم آخرہ کے حوالہ کر دیا جائیگا۔ غالباً مرزا محمود نے جو مشورہ نعمت اللہ
 کے واقعہ کے بعد اپنی پارٹی کو دیا ہے اس میں اسی نفاق کی تعلیم کی طرف ایک قدم اٹھایا ہے۔

تہ علی صاحب الزہری غفرلہ کہ اگر علماء دیوبند قادیانیوں کو کافر بتلاتے ہیں تو شیعوں و سنیوں اور شیعوں کو سنی۔ مقلدوں کو غیر مقلد اور غیر مقلدوں کو مقلد۔ علی بن ابی القیس دیوبندیوں کو برائیوں اور برائیوں کو دیوبندی کا قرار دیتے ہیں۔ اس صورت میں تو کوئی مسلمان نہ رہے گا اور ایک دوسرے کو سب بھڑکھڑا کر قتل کر دیں گے۔

لیکن اول تو یہ دعویٰ ہی غلط ہے کہ ان میں سے ہر ایک فرقہ دوسرے کو کافر و مرتد اور وحشیانہ قتل سمجھتا ہے۔ دوسرے واقعات آپ کے اس خطہ کی تردید کرتے ہیں۔ کیا اس وقت تک افغانستان میں تین مرتد قتل نہیں کئے گئے پھر بھی خدا کے فضل سے کوئی موقعہ ایسا پیش نہیں آیا کہ کوئی مسلمان مجتہد فاضل یا امام اور کسی جگہ قتل کر دیا گیا ہو۔ اور اگر کسی حد آئندہ ایسا کیا ہی نہ تو آپ دیکھ لیں گے کہ اس کا خون بحول اللہ و قوت رنگ اسے بدون نہیں بیگا۔

محدثی صاحب و ایسا ہے کہ شاہ اسلام کے نام اور اپنی نام نہاد امامت کی شرم کرنی چاہئے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ مسلمان یہود و نصاریٰ کو اور وہ سب لوگ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں تو کیا اس اختلاف کے وقت یہود و نصاریٰ کے کافر کہنے سے آپ کو اپنے موعوم اسلام میں کچھ تردد ہو جاتا ہے یا آپ کے ہاتھ میں کوئی معیار ایسا دیا گیا کہ جس پر آپ اپنے اسلام اور ان کے کفر کو پرکھ سکتے ہیں۔

اسی طرح کیا قرآن و سنت نے کوئی معیار صحیح و حکم ہمارے ہاتھ میں ایسا نہیں دیا کہ ہم مدعیان اسلام کے اختلاف کے وقت ہر ایک کے کفر و ایمان کو اس پرکھ سکیں۔

تو صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہر ایک فرقہ دوسرے کو کافر و مرتد کہتا ہے یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ ان میں کوئی کافر و مرتد نہیں یا سب کافر و مرتد ہی ہیں (معاذ اللہ)۔

خدا نے اگر تم سے نور ایمان چھین لیا ہے تو کیا عام انسانوں کو جو نور فہم عطا ہوتا ہے وہ بھی سلب کر لیا ہو تم کو برا غیظ ہے کہ جب مرزا علی افغانستان میں قتل کئے جاتے ہیں تو بابائی اور بہائی شاہ ایران اور ترکوں کے حکم سے کیوں قتل نہیں کئے جاتے۔

یہ سوال یا تو آپ کو لب بند و سید معظوظ الحق سے کیجئے۔ اور یا شاہ ایران اور ترکی پارلیمنٹ سے اور یا

اُن ملعونین مروجین سے جو کابل کے قلاؤں میں اس علم کے بعد کہ وہاں خالص اسلامی حدود لغز کی تاوار چمکتی تھی
سے ارتداد کا جھنڈا اٹھا کر گئے اور انہام کا آخرۃ سے پہلے دنیا میں بھی اُن کو حق تعالیٰ کے غضب و
انتقام کا مورد بننا پڑا۔

کیا اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے

اب میں دوسرے مسئلہ کی طرف آتا ہوں۔ وہ یہ کہ اسلام میں مرتد کی سزا کیا ہے اور افغانستان کا فعل کس
حد تک اصل قانون اسلام پر منطبق ہو سکتا ہے۔

اسلامی اصول کے موافق کسی مسئلہ شرعی کے اثبات کے لئے چار دلیلیں ہو سکتی ہیں:-

کتاب اللہ - سنت رسول اللہ - اجماع مجتہدین - قیاس و استنباط۔

اگرچہ یہ ضروری نہیں کہ ہر مسئلہ کا ثبوت چاروں طریقوں سے ہو اور نہ ہر ایک دلیل ہر مسئلہ میں آمد ہو سکتی
تاکہ ہم مسئلہ زیر بحث (قتل مرتد) میں اتفاق سے چاروں دلیلیں جمع ہو گئی ہیں۔

چونکہ بار بار کہا گیا ہے کہ قتل مرتد کا ثبوت قرآن کریم سے پیش کرو (حالانکہ مرزا صاحب کی نبوت جس کے
نہ ماننے سے مسلمان خارج از اسلام ہو جاتے ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ اجماع وغیرہ سب کو پھوڑ کر صرف
ایک دو صوفیوں کی نا تمام عبارتوں سے ہی ثابت ہو جاتی ہے) اسلئے ہم نے ہمہ وجہ اتمام حجت
کے لئے مناسب سمجھا ہے کہ اولاً مرتد کے بار میں قرآن ہی کا فیصلہ سنایا جائے۔

مرتدین کے حق میں قرآن کا فیصلہ

یوں تو قرآن کریم کی بہت سی آیات ہیں جو مرتد کے قتل پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن ایک واقعہ جماعت
مرتدین کے بحکم خدا قتل کئے جانے کا ایسی تصریح اور ایضاح کے ساتھ قرآن میں مذکور ہے کہ خدا کے
دُرنیوالوں کے لئے اس میں تاویل کی ذرا گنجائش نہیں۔ نہ وہاں محاربہ ہے۔ نہ قطع طریق۔ نہ کوئی دوسرا
جرم۔ صرف ارتداد اور تنہا ارتداد ہی وہ جرم ہے جس پر حق تعالیٰ نے اُن کے بیدریغ قتل کا حکم دیا ہے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے بنی اسرائیل کو جب خدا نے فرعون کی غلامی سے نجات

دی۔ اور فرعونہوں کی دولت کا مالک بنا دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ٹھہرے ہوئے وادے کے موافق حضرت ہارون کو اپنا خلیفہ بنا کر وہ طور پر شریف سے گئے جہاں آپ سے چالیس آدمیوں کی عبادت اور لذت مناجات میں گزاریں اور توراہ شریف آپ کو عطا کی گئی۔

ادھر تو یہ ہو رہا تھا اور ادھر سامری کی فتنہ پر دازی سے بنی اسرائیل کی ایک بڑی جماعت کو آپ کے پیچھے راد حق سے ہٹا دیا واصلہم السامری یعنی سوئے پانہ کی کایات پچھتاہنا کر کھڑا کر دیا جس سے کچھ بے معنی آواز بھی آتی تھی۔ بنی اسرائیل جو کئی صدی تک مصری بت پرستوں کی صحبت بلا غلواف میں رہے تھے اور جنہوں نے عبور بحر کے بعد بھی ایک بت پرست قوم کو دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ یہود وہود خواست کی تھی کہ:-

اجعل لنا الهًا كما الههم | ہمارے لئے بھی ایسا ہی معبود بنادیتے جیسے ان کے معبود ہیں وہ سامری کے اس پچھڑے پر مفتون ہو گئے اور یہاں تک کہ گدے کے بھی تمھارا اور موسیٰ کا خدا ہے جس کی تلاش میں موسیٰ بھول کر ادھر ادھر پھرتے ہیں۔

حضرت ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کی جانشینی کا حق ادا کیا اور اس کفر و رتداد سے باز آنا کی ہدایت کی:-

اے لوگو! تم اس پچھڑے کے سبب فتنہ میں ڈال دیے گئے ہو

یا قوم! انما فتنتم و ان ربکم | حالانکہ تمھارا پروردگار (تنہا) رحمان ہے۔ تو تم میری پیڑی الرحمن فاتبعونی و اطیعوا امری * | کرو اور میری بات مانو۔

لیکن وہ اپنی اُسی سخت مرتدانہ حرکت پر جمے رہے۔ بجائے توبہ کے یہ کہا کہ

لن نبرح علیہ عاکفین حتی یرجع الینا | ہم برابر اپنے اس فعل پر جمے رہیں گے یہاں تک کہ خود

موسیٰ | موسیٰ علیہ السلام ہماری طرف واپس آئیں۔

ادھر حضرت موسیٰ کو پروردگار نے اطلاع کی کہ تیری قوم میرے پیچھے فتنہ (ارتداد) میں پڑ گئی وہ غصہ اور غم میں بھرے ہوئے آئے اپنی قوم کو سخت سُست کیا۔ حضرت ہارون سے بھی باز پرس کی۔ سامری کو بڑے زور سے ڈانٹا۔ اور ان کے بنائے ہوئے معبود کو جلا کر الٹ کر دیا اور دریا میں پھینک دیا۔

یہ سب ہوا لیکن ان مرتدین کی نسبت خدا کا کیا فیصلہ یا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے گولیا پرستی اختیار کر لی تھی تو دنیا میں تو ان کے لئے خدا کا فیصلہ یہ تھا۔

ان الذین اخذوا العجل سینا لجمہ جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا خدا درن کو دنیا میں ذلت
غضب من رھم وذلۃ فی الحیوۃ اور خدا کا غضب پہنچ رہا ہے گا۔ اور مستزین کو ہم
الدنیا۔ وکذلک نحری المفترین ایسے ہی سزا دیتے ہیں۔

اور اس غضب و ذلت کے اظہار کی صورت مبادخل کے حق میں تجویز ہوئی جو سورہ بقرہ میں ہے۔
انکم ظلمتم انفسکم باخذکم العجل فتوبوا اس قوم بنی اسرائیل تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر ظلم
الی بارئکم فاقتلوا انفسکم تو ب خدا کی طرف رجوع کرو پھر اپنے آدمیوں کو قتل کرو

اور فاقتلوا انفسکم میں انفسکم کے معنی وہ ہی ہیں جو تم انتم ہولاء تقتلون انفسکم میں
ہیں۔ اور قتل کو اپنے اصلی اور حقیقی معنی سے (جو ہر طرح کے قتل کو خواہ لوہے سے ہو یا پتھر سے شامل
ہے) پھیرنے کی کوئی وجہ موجود نہیں بلکہ غضب اور ذلت فی الحیوۃ الدنیا کا لفظ اس کے نہایت ہی
مناسب ہے۔ اور یہی غضب کا لفظ دوسری جگہ عام مرتدین کے حق میں بھی آیا ہے جیسا کہ فرماتے
ہیں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الامن اکره وقلوب مطمئن بالایمان ولكن من
نشرح بالكفر صدرا فعليه غضب من الله ولهم عذاب عظیم (نحل)

اس حکم کا نتیجہ جیسا کہ روایات میں ہے یہ ہوا کہ کئی ہزار آدمی جرم ارتداد میں خدا کے حکم سے موسیٰ علیہ
السلام کے سامنے قتل کئے گئے۔ اور صورت یہ ہوئی کہ قوم میں سے جن لوگوں نے بچھڑے کو نہیں
پوجا تھا ان میں سے ہر ایک نے اپنے اُس عزیز و قریب کو جس نے گوسالہ پرستی کی تھی اپنے ہاتھ سے
قتل کیا اور جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے قاتلین کا اپنے عزیزوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا یہ
اس کی سزا تھی کہ انہوں نے اپنے آدمیوں کو ارتداد سے روکنے میں کیوں تساہل کیا۔

یہ واضح ہے کہ یہ مقتولین سزا قتل دیئے جانے سے قبل ایک طرح کی توبہ بھی کر رہے تھے جیسا کہ فرمایا ہے
ولما سقط فی ایدھم واولاھم قتل اور جب وہ نادام ہوئے اور معلوم کر لیا کہ وہ رستہ سے جھٹکے ہیں

صلوا قالوا لئن لم ير حنار بنا ويغفر لذنوبنا لنكونن من الخاسرين
 ان توبہ نہ ہو تو ہمارے گناہوں کو نہ مٹا دے گا اور ہم ہارنے والے بن جائیں گے۔

لیکن اس توبہ نے بھی ان کو دنیا کی مقبوت سے نہیں کیا یا سیر کہ اب بھی بعض توبہ مند کے توبہ
 عمل کا یہی فتویٰ ہے کہ وہ توبہ کے بعد بھی خدا قتل کیا جائیگا خواہ توبہ بڑی بڑی ہو اور توبہ
 اسی طرح گویا سالہ پرستوں سے بھی اگرچہ انیائیں خدا کی تعزیر ساقط نہیں ہوتی۔ یہی قتل ساقط
 کے بعد خدا نے احکام انروی کے اعتبار سے ان کی توبہ کو قبول فرمایا اور ان قاتلین کی بھی جہنم سے
 اپنے اقربا کے ارتداد کے معاملہ میں مہربانتی کی تھی۔

ذلکم خیر لکم عند بارئکم قتال عبیکم یہ تھلے فاتق کے یہاں تھلے حق میں بہتر ہے۔ پھر نہ لے
 انہ ہوا النواب الرحیم۔ ان کی توبہ قبول کر لی کیونکہ وہ توبہ قبول کرنا ملازمہ بیان ہے۔

محمد علی صاحب جن کی تفسیر پر مزائیوں کو برانا سب لگتے ہیں کہ سینہ الغم غضب من ربہم وذل
 فی الحیوة الدنیا وکذلک فجزی المفترین کے بعد والذین عملوا السیئۃ ثوابوا من
 بعدھا وامنوا ان ربک من بعدھا لَغفورٌ رحیمٌ واقع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ
 کے بعد جرم معاف ہو جاتا ہے۔

لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ جو مرتد توبہ کے بعد بھی ہدایا تغیر قتل کیا جائے جیسا کہ عباد عجل کو گئے
 اس کے حق میں یہ معافی کی آیت ایسی ہے جس طرح سارق کے بارہ میں والسارق والسارقۃ
 فاقطعوا یدیهما جزاء بما کسبا نکالاً من اللہ واللہ عزیز حکیم کے بعد من تاب من
 بعد ظلمہ واصلم فان اللہ یتوب علیہ ان اللہ غفورٌ رحیمٌ سے اس کی معافی کی طرف اشارہ
 ہے۔ اگرچہ سرقہ کی سزا دنیا میں اُس سے ساقط نہیں ہوتی۔

الحاصل واقعہ عجل سے یہ بات بخوبی واضح ہو گئی کہ مرتدین کی ایک جماعت کو جس کی تعداد ہزاروں
 کم نہیں تھی حق تعالیٰ نے محض ارتداد کے جرم میں نہایت اپانت اور ذلت کیساتھ قتل کرایا۔ اور ارتداد
 بھی اُس درجہ کا قراہ یا لیا کہ توبہ بھی ان کو خدا کی سزا سے محفوظ نہ کر سکی۔ بلکہ توبہ کی مقبولیت بھی اسی

صابرانہ مقتولیت پر مرتب ہوئی۔

کما جہا سلتا سب کریمہ و قلمہ و سوی شریعت کا ہے۔ ائمہ محمدیہ کے حق میں اس سے تمسک نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن آپ کو موعوم ہونا یہ سبب کہ پہلی امتوں کو جن شرائع اور احکام کی ہدایت کی گئی تھی وہ سب اور قرآن سے ان کو نقل کیا ہے وہ ہماری حق میں بھی معتبر ہیں اور ان کی اقتداء کرنے کا امر ہم کو بھی ہے جب تک یہ خالص طور پر جاسے پیغمبر یا تباری کتاب اس حکم سے ہم کو مستند نہ کر دیں۔

چند انبیاء و مرسلین کے تذکرہ کے بعد جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا ہے کہ:-

اولئک الذین ہدینا۔ اللہ فہم ائقذہ ان کی ہدایت پر چپے۔

یہ خطاب فی الحقیقت ہم کو سنانا ہے۔ خود محمد علی صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ”قرآن شریف میں کسی انسان کا ذکر جو یا کسی قوم کا سب مسلمانوں کی تعلیم کے لئے ہے۔“ (بیان القرآن صفحہ ۵۴) پس اسی قاعدہ سے بنی اسرائیل کے مرتدین کو قتل کئے جانے کے حکم میں بھی تعلیم ہی مسلمانوں کو ہوگی۔

مرتد کا فیصلہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خصوصاً جب کہ دوسری آیات کی معیت میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام و تمام فیصلہ بھی (جو)

لنبین للناس فانزل الیہم کے تحت میں داخل ہے) یہ ہی ہو کہ

من بدل دینہ فاقتلوه (صحیح بخاری) | جو اپنا دین بدے اُسے قتل کر دو۔

محمد علی صاحب نے بخاری کی اس حدیث کیساتھ خوب ٹھٹھا کیا ہے اور اس طرح اپنے دل کی گندگی کو اور بڑھایا ہے۔

کہتے ہیں کہ یہاں دین سے کیا مراد ہے۔ کیا ہر ایک دین کو بدلنے والا واجب القتل ہے۔ تو یہودی

سے کوئی نصرانی بنے یا ہندو سے عیسائی وہ بھی واجب القتل ہوگا۔

کیا محمد علی صاحب ایمان سے کہہ سکتے ہیں کہ جب وہ یہ لکھ رہے تھے خود ان کا ضمیر اندر سے ان پر

لعنت نہیں کر رہا تھا؟ کیا واقعی طور پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک لفظ کا بھی کوئی ایسا مطلب لینا جائز سمجھتے ہیں جس سے یہ لازم آتا ہو کہ ہر شخص جو اپنا پرانا مذہب چھوڑ کر اسلام میں آیا جائے اسے قتل کرتے جاؤ۔ یہاں تو آپ معنی ڈالتے ہیں سوامی دینند سے بھی کوئی سبقت لے گئے۔

جسوقت آپ کے دل میں یہ سوال آیا تھا کہ حدیث میں جو مسلمانوں کو خطاب ہے من بدل دینہ فاقتلوه اس میں کونسا دین خدا کے رسول کی مراد ہے تو اس کے جواب میں قرآن کی آواز پر کان دہرا ہوتا جو کہتا ہے کہ ان الدین عند اللہ الاسلام بلاشبہ دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه اور جو کوئی اسلام کے سوا اور دین کی تلاش کرے تو وہ اس سے برگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

مگر آپ کے دل میں تو وہ خدا کا دین ہے ہی نہیں اس لیے آپ مجبور ہیں کہ کافروں کے دین کی طرف جائیں۔ الاناء یتز شرم بما فیہ۔

بہر حال حدیث صحیح نے مرتد کے معاملہ میں خواہ وہ برسرِ پکار ہو یا نہ ہو فیصلہ کر دیا کہ وہ واجب القتل ہے اور لطیفہ یہ ہے کہ حضور نے کمال بلاغت سے من ارتد عن دینہ نہیں فرمایا کہ شاید کسی کو شبہ ہو یا کہ یہ صرف اُس کے حق میں ہے جو مثلاً یہودیت وغیرہ کسی مذہب باطل کو چھوڑ کر اسلام میں آیا تھا پھر اُدھر ہی لوٹ گیا۔ بلکہ من بدل دینہ فرمایا کہ واجب القتل ہونے کے لئے خدائی دین کو تبدیل کرنا کافی ہے۔ ضرورت نہیں کہ جس مذہب سے آیا تھا اس میں لوٹ کر جائے۔

خدای عزوجل اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کا فیصلہ مرتد کے متعلق

یہاں تک تو آپ نے مرتد کے بارہ میں خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا الگ الگ فیصلہ سنا۔ اب ایک جانی بھی سن لیجے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین کا عداۃ تقسیم کر دیا تھا۔ دونوں اپنے اپنے حلقہ میں کام کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بغرض ملاقات آئے۔ دیکھا کہ ایک شخص اُن کے پاس بندھا کھڑا ہے۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مرتد ہے یعنی پہلے یہودیت سے اسلام لایا۔ پھر یہودی بن گیا۔ حضرت
ابو موسیٰ نے معاذ سے کہا کہ تشریف رکھئے انہوں نے فرمایا نہیں۔ میں اس وقت تک نہ بیٹھوں گا جب تک
یہ قتل نہ کر دیا جائے۔ تین مرتبہ یہی گفتگو ہوئی۔ معاذ بن جبل نے فرمایا قضاء اللہ ورسول یعنی یہ اللہ کا
اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ چنانچہ وہ قتل کر دیا گیا۔ (صحیح بخاری)

زنادقہ کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فیصلہ

یہ تو آپ نے ان دو صحابیوں کا ذکر سنا جو غالباً آپ کے خیال میں علماء دیوبند سے بھی زیادہ متکلف و بزرگ
ابن نبی کے چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی (بقول آپ کے) تنگ نظری بھی ملاحظہ کیجئے۔

عن عكرمة قال أتى علي بن زنادقة فاحرقهم فبلغ
ذلك ابن عباس فقال لو كنت انا لم احرقهم
لنبي رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تغنوا
بعذاب الله ولقتلتم لقول رسول الله صلى
الله عليه وسلم من بدل دينه فاقتلوه (صحیح بخاری)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس خیز زنادقہ لائے گئے انہوں
نے اُن کو جلادیا۔ یہ خبر ابن عباس کو پہنچی انہوں نے فرمایا اگر
میں ہوتا تو اُن کو جلانا نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب (آگ) سے کسی کو نہ امتداد
ابتدا میں ان کو قتل نہ کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جو اپنا دین تبدیل کرے اُسے قتل کر دو۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں روایات نقل کی ہیں جن میں تصریح ہو کہ یہ زنادقہ مرتدین تھے پھر بعض
علماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ومن الزنادقة
الباطنية وهم قوم زعموا ان الله خلق شيئا ثم
خلق من شيئا اخر فبر العالم باسره ويسموها
العقل والنفس القول ولهم مقالات شقيقة النبوة
وتحريف الآيات وفرائض العبادات (فتح الباری ۳۹۹)

اور زنادقہ میں ہی سے باطنیہ فرقہ ہے (جن کے
خیالات تخلیق عالم کی نسبت نقل کرنے کے بعد
فرماتے ہیں کہ) نبوت اور تحریف آیات و عبادات
میں اُن کے اقوال نہایت زائل ہیں۔

اس کو ظاہر ہوا کہ جب کو فقہاء از بدیق کہتے ہیں وہ مرتد ہی ہو اور زنادقہ و مرتدین کا حکم آپ کو معلوم ہو چکا۔

قتل مرتد کا فیصلہ اجماع ائمہ الاسلام سے

قرآن و سنت کے بعد تمام ائمہ اسلام کا متفقہ فیصلہ بھی قتل مرتد کے متعلق سن لیجئے۔

انام عبد الواسع شمرانی میرزا کبریا میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقد انقضى على ان من اراد عن الاسلام
وحبب قتل وعلى ان قتل الزنديق واجب
الذي ليس الكفر وتظاهر بالاسلام (میزان) اور نہ ہی کفر کے باوجود اسلام سے منہ ہٹ کر کفر کی بات
اس عبارت کو پڑھ کر یہ آیت بھی تلاوت فرمائیے۔

ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى
ويتبع غير سبيل المؤمنين فاولئك فانوا لفي
جہنم وساءت مصيراہ

قتل مرتد کے متعلق قیاس شریعی اور عقل سلیم کا کیا حکم ہے

چونکہ مضمون اندازہ سے زیادہ طویل ہوتا جا رہا ہے اس لئے قرآن سنت۔ اجماع پیش کرنے کے بعد
چند الفاظ حافظ ابن قیمؒ کے نقل کرتا ہوں جسے معلوم ہو گا کہ کافر حربی اور مرتد کا قتل کیا جانا عقل سلیم
اور قیاس صحیح کا اقتضا ہے۔ فرماتے ہیں۔

خلاصہ مطلب

فاما القتل فجعله عقوبة اعظم الجنايات كالجناية
على النفس فكانت عقوبة من جنى كالجناية
على الدين بالطعن فيه والارتداد عنه وهذه
الجناية أولى بالقتل وكفى عذوان الجاني عليه من
كل عقوبة اذ بقاءه بين اظهر عبادة مفسدة لهم
والاخير يوجب في بقاءه وراه صلاحه فاذا حبس
امسك نسا وكف اذاه والتزم الزاد الصغار
جربان المحكم الله ورسوله عليه اداء الجزية لئلا يكون
في بقاءه بين اظهر المسلمين ضرر عليهم والذبا لادع

نہ اتفاقی نے کسی طرح کی سزا میں مقرر کی ہیں ان میں سے قتل
سب سے بڑے جرم کی سزا ہو سکتی ہے۔ مثلاً کسی بیٹناہ
کو ہلاک کر دینا۔ یا کسی عورت کی آبروریزی کر کے منہ کالا
کرنا۔ یا دین حق پر طعن کرنا اور اس سے پھر جاننا۔ اور جب
قتل عمد کی سزا قتل ہے تو دین برباد کرنے کی سزا بطریق
اولیٰ قتل ہونی چاہئے کیونکہ ایک نفس کا ہلاک دین کی
تباہی سے زیادہ مہم نہیں ہے۔ پس اس شخص کا وجود
بودن حق پر طعن کرے یا اس سے پھر جائے مسلمانوں کی
جماعت کے اندر بڑی خرابی کا باعث ہے جس کے باقی رخنہ
میں کسی نیکی اور بہتری کی امید نہیں کی جاسکتی۔ ہاں اگر وہ
طعن کرے تو اپنی زبان کو روک لے اور اپنی شرارت سے

مقتول مرتد کا قتل واجب ہے

وَمِنَاءُ الرُّحَمَاءِ وَجَعَدَ أَيْضًا عَقَبًا يُجْزِيهِ عَنِّي
النَّفَرُ حُرِّمَ الْحَقُّ لِمَا قَبِيَ مِنَ الْمَفَاسِدِ الْعَظِيمَةِ وَالْخَسَفِ
الْإِنْسَابِ الْفَسَادِ الْعَامِ (اعلم بوقوعه في ٢٠٠٠)

یہ بات رہ گئی ہے کہ بعض لوگوں نے قرآنی روایات پیش کی ہیں جن میں قہر کے اعمال جبراً ہو
یا ان پر لعنت ہوئے یا آخرت میں غضب اور عذاب ہوئے گا ذکر ہے۔ ان آیات میں ساتھ کی ساتھ
اس کے قتل کو جانے کا حکم مذکور نہیں ہے۔

لیکن اس میں تو غالباً مزائعوں کو بھی تردد نہ ہوگا کہ قتل عملاً کفر اسلام میں قتل ہے۔ یہ حق تعالیٰ نے جس جگہ قرآن میں یہ فرمایا ہے

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ جَهَنَّمَ
خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَتْ
عَذَابًا عَظِيمًا

اور جو شخص کسی مسلمان کو عمدہ قتل کرے گا تو (آخرت میں)
اس کی سزا جہنم ہوگی جس میں ہمیشہ رہنا ہوگا اور پھر اللہ
غضب اور لعنت کرے گا اور اس شخص کی لعنت عظیم تیار کرے گا

تو اسکا بدلہ صرف یہ قرار دیا ہو کہ اس کو روزِ خ میں خلود ہوگا اور اللہ کا غصہ اور اس کی لعنت اُس پر ہو اور
خدا نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہو۔ تو کیا اس کا بدلہ صرف اخروی سزا دیکر ہونے سے مرزاہوں کے
مایہ ناز مفسر کے نزدیک قاتل کو بھی دنیا میں آزاد چھوڑ دیا جائیگا۔ اگر یہی آپ کی قرآن فہمی اور نکتہ بنی ہے
تو اپنے نام نہاد اسلام اور اُس کے فلسفہ کو آپ دنیا میں خوب نیکیاں کریں گے۔

اور اگر آپ قائل کی نسبت فیصلہ کرنے میں آیت مذکورہ کیساتھ قرآن کی دوسری آیات کو بھی ملاتے ہیں تو مرتد کے متعلق فیصلہ کرتے وقت ایسا کرنے سے کیا چیز ناپاکی ہے۔

آپ کتنی ہی کوشش کیجئے اور احادیث و آثار سے بھاگ کر قرآن کی پناہ لیجئے۔ مگر قرآن آپ کو ضرور دھکے دیگا اور آپ کو

مرتد کی نسبت اسلامی حکومت کا فیصلہ

قرآن حدیث۔ اجماع۔ قیاس کے فیصلوں کے بعد ایک خالص اسلامی حکومت (افغانستان) کا فیصلہ بھی وہ ہی ہونا تھا جو ہوا۔

لیکن جب سے دولت علیہ افغانیہ کی سب سے بڑی شرعی عدالت نے نعمت اللہ قادیانی کو اس کے ارتداد کے جرم میں نہایت ذلّت اور رسوائی کیساتھ قتل کرایا ہے مرزائی امت نے اس خالص اسلامی قانون کی تنفیذ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک محکم سنت کے احیاء کے خلاف سخت شور و نہنگ مہمیں پکڑ رکھا ہے۔ کبھی وہ افغانستان کے مقابلہ پر امریکہ اور یورپ کو ابھلاتے ہیں۔ کبھی ہندوؤں سے فریاد کرتے ہیں۔ کبھی آزاد منشی لیڈروں کو اکٹھا چاہتے ہیں اور سب سے آخر میں ای غامہ سے اپیل کی جاتی ہے۔

لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ قتل مرتد کا قانون نہ تو یورپ و امریکہ کی حکومتوں کا بنایا ہوا ہے اور نہ کانٹنٹس یا کسی اور ذہنی و انجمن کی منظمہ کمیٹی سے اس کی منظوری میں ای لی گئی ہے اور نہ ہی سیک کے غوغائے عام یا دوڑوں کی کثرت کو اس کے پاس کئے جانے میں کچھ دخل ہے۔

وہ تو ایک آسمانی فیصلہ ہے جو خدا کے ان وفادار بندوں کے ہاتھوں سے نفاذ پذیر ہوتا ہے جس کی نسبت قرآن حکیم میں یہ ارشاد ہوا ہے۔

| تو قریب ہو کہ خدا لائیکاً ایک ایسی قوم کو جن کو وہ محبوب

فسوف یأتی اللہ بقوم یحبہم و یحبون اذلة رکھتا ہے اور وہ خدا کو محبوب رکھتی ہے۔ کافروں کے مقابلہ

علی المومنین اعزۃ علی الکافرین مجاہدین میں غالب اور مومنین کے سامنے خاکسار جو جہاد کرے گی

فی سبیل اللہ ولا یخافون لومة لائم و ذلک خدا کے راستہ میں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے

فضل اللہ یوقیہ من بشاء۔ نہ ڈرے گی۔ یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہے دے۔

اور وہ ایک فرمانِ سالت ہے جس کا امثال ان ہی سعید روحوں کا حصہ ہے جن کو حق تعالیٰ نے اپنے

باغیوں کی سرکوبی کے لئے سائے جہان میں سے چُن لیا ہے اور جن کو اس نے محض اپنے فضال سے

اشداء علی الکفار رحماء بینہم کا تمغہ مرحمت فرمایا ہے۔

بیچ تو یہ سب کہ اس وقت میں بہت سی چیزیں پیدا ہوئی تھیں جو کہ ان کے لئے بہت ہی
مہم جرات ہو سکتی تھیں۔ حضرت امیر غازی یہ دیکھ کر بہت غصہ ہوئے اور ان سے فرمایا کہ یہ سب
الہی اور قلوب مومنین میں وہ دولت پیدا کی ہے جو انسانوں کی ذہنی اور باطنی قوتوں کی تعلیم پر
عزتوں سے بالاتر ہے۔ قاعدہ سے کہ جو شخص جس گورنمنٹ کے قانون کو قبول کرتا اور اس کی حمایت
کرتا ہے اس کی پشت پر اس گورنمنٹ کی ساری طاقت ہوتی ہے۔ پس نہ دیکھو کہ جو بادشاہ خدائی
قانون کی حمایت اور تحفظ کرے خدائی طاقت اس کی حامی اور سرپرست ہو۔ اور اسی سے ہم کو یقین
رکھنا چاہیے کہ اعلیٰ حضرت امیر غازی جسوقت تک قانون الہی کو بلا خوف و ہراس اپنا دستور العمل
بنائے رہے خدائی طاقت ان کو ہر شیطانی طاقت کے مقابلہ میں مظفر و منصور کریگی۔ **فَإِنَّ الدَّر**
هُوَ مَوْلَاهُ وَجَبْرِیلُ وَصَلَّحُ الْمُؤْمِنِینَ وَالْمَلَائِکَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَہِیر۔

آج تاجدار افغانستان نے اقامت حدود الہیہ سے قرن صحابہ کی یاد تازہ کر دی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی روح مبارک کو خوش کرنے میں اس بات کی کچھ پروا دہنیں کہ دنیا ان کو وحشی سمجھی یا جاہل۔
انہوں نے بڑی دلیری کیا تھ اسلام کے حقیقی حسن و جمال اور قدرتی سادگی و خوبصورتی کو پردہ اٹھا دیا
اور اس بناوٹی خوبصورتی اور مصنوعی رنگ و روپ سے اس کو بے نیاز ثابت کر دیا جس میں اسلام کے
نادان دوست یا دانا دشمن اسے پیش کر رہے تھے۔

امیر کابل جیسے خالص، خود مختار اسلامی فرمانروا سے اسلام کی یہ خدمت کچھ زیادہ عجیب نہیں لیکن
تعجب اور تعجب سے زیادہ مسرت ہم کو اس بات پر ہے کہ غلام ہندوستان کے اسلامی اخباروں کو
(جن میں معزز بنیندار اور سیاست خصوصیت سے قابل ذکر ہیں) حق تعالیٰ نے ایسی سیدھی سمجھ اور
مؤمنانہ جرات اور صراطِ مستقیم پر چلنے کے لئے بصیرت کی وہ روشنی عطا فرمائی ہے جس نے حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئے اسلام کی صلی بیعت اور فتنہ عظیمہ مرنمیت کے کفریات
اور بدعتوں کا مشاہدہ کرنے کے لئے غافلوں اور بخبروں کی آنکھوں کے سامنے اُجالا کر دیا ہے۔

مسلمان قوم کے حق میں یہ بڑی مبارک فال ہے کہ اس کے مؤثر اخبار تجارتی مقاصد اور لومہ لایمن

کی پرواہ نہ کر کے ٹھیک ٹھیک اسلامی تعلیمات لوگوں کے سامنے پیش کریں اور ان کی حمایت پرست
وجہ البصیرۃ مکرستہ ہوں۔

ان اخباروں کی روش افغانستان کے اس فعل کی تائید و تحسین میں حق پرست مسلمانوں پر یہ ثابت
کر رہی ہے کہ یہ اخبار محض کسب زر کا آلہ نہیں بلکہ اسلام کے بہترین خادم ہیں۔ جو چاہتے ہیں کہ حد
بڑھتے ہوئے آزاد مسلمانوں کے جذبات و محسوسات کی ٹرین کو کچھ پیچھے ہٹا کر اسی سیدھی لائن پر
گھمرا کر دیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے عرب کی زمین پر بچھائی تھی۔

لاہوری یارتی کے امیر (محمد علی صاحب) تو لکھتے ہیں کہ افغانستان کے اس فعل نے اسلام کی ترقی کو
دس برس پیچھے ڈال دیا مگر میں انہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ دس برس نہیں۔ اُس نے اولوالمرسلان کی
نمائندگی ہی ملک آزادی کی طرف ترقی کرنے سے تیرہ سو سال پیچھے ہٹا دیا ہے۔

مرزا نیوں کو بڑی فطرت ہے کہ افغانستان کا یہ فعل جب اسلام کی طرف منسوب ہوگا تو غیر مسلم قومیں اسلام
نفرت کرنے لگیں گی اور یہ سمجھ جائیں گی کہ اسلام صرف تور کے زور سے قائم رکھا جاسکتا ہے
اور یہ ایک بڑی روک اشاعت اسلام کے راستہ میں ہوگی۔

لیکن قرون اولیٰ کا تجربہ ہم کو یہ بتلاتا ہے کہ جب صدیق اکبر اور دوسرے خلفاء کے عہد میں ارتداد کا
فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق تلوار کی نوک سے کیا جاتا تھا حتیٰ کہ بعض اوقات
سرزمین عرب کا وسیع رقبہ مرتدین کے خون سے رنگین ہو ہو گیا۔ اس وقت اشاعت اسلام کی نفار
ترقی استعد رستہ اور حیرت میں ڈالنے والی تھی کہ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم الشان
مہجہ کے سوا اور کچھ نہیں سما جاسکتا۔

جیسا کہ تہوہی دیر پہلے میں ثابت کر چکا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
حکم من بدل دینہ فاختلوا کی تعمیل میں ایک لمحہ کا توقف بھی روا نہ رکھتے تھے لیکن مرزا نیوں کے
سے کہ ستر عجیب اور غصہ کا مقام ہوگا کہ ان ہی صحابہ کے عہد میں مشاکرہ اسلام کے حلقہ بگوش بنتے
گئے نہ تو وہ قتل مرتدین کو دیکھ کر اسلام سے بدگمان ہوئے اور نہ انہوں نے حاکمین اسلام سے نفرت کی۔

بلکہ وہ یہ دیکھ کر مسلمان حکمرانوں کے زیر سایہ جہاں تمام یہود و نصاریٰ اور دوسری غیر مسلم قوم اس طرح آزادانہ زندگی بسر کرتے اور اپنی مذہبی وظائف کو بیکاروں کو بجاتی ہیں۔ کسی مرتد کا بیداری قتل کیجئے اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان صرف ایک ہی چیز کے خواہاں ہیں اور وہ یہ کہ اُن کے دین میں ہر شے جراثیم کی تولید نہ ہونے پائے اور کبھی ہو جائے تو اس کو ترقی اور تعدیہ کا موقع نہ ملے۔ جراثیم ارتداد کا فنا کرنا فی الحقیقتہ بقیۃ سچے ایمان داروں کی حفاظت کرنا ہے۔

مرتد کا وجود ایک مجسم فتنہ ہے جس سے کمزور اور سادہ لوح مسلمانوں کے خیالات میں تشویش اور اُن کے جذبات میں تلاطم پیدا ہو سکتا ہے۔

جو لوگ عبد رسالت میں اپنے آدمیوں کو امنوا بالذی انزل علی الذین امنوا وجہا لہا روا کفروا اخرہ کا مشورہ دیتے تھے۔ اُن کی غرض بھی لعنہم یرجعون ہی تھی۔ یعنی یہ کہ کچھ مصنوعی مسلمانوں کو اسلام سے پھرتے ہوئے دیکھ کر سچے مومنین کو بھی جھوٹ اور باطل کی طرف آنے کی ترغیب ہوگی یا کم از کم یہ خیال کر کے کہ آخر کچھ تو وجہ ہے کہ یہ لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد اُس سے منحرف ہو گئے ہیں۔ اُن کے دلوں میں بھی ایک طرح کا تردد اور تذبذب پیدا ہو جائیگا۔

اسی لئے اسلام نے ارتداد کے مسلک جراثیم کو تباہ کر ڈالنے کے لئے پوری قوت استعمال کر لیا حکم دیا ہے۔

بہتر ہے کہ مرتد کو اولاً سمجھاؤ۔ اُس کے شبہات کا ازالہ کرو۔ اگر وہ خدا کی کھلی آیت دیکھنے اور واضح دلائل سننے کے بعد بھی اپنی معاندانہ صداور بہت دھرمی پر قائم رہے اور اپنی ہوا و بوس یا اوہام باطلہ کی پیروی سے باز نہ آئے تو مسلمانوں کی جماعت کو اس کے زہریلے وجود سے پاک کر دو کہ ہمین شد من الغی کے بعد دین میں کوئی اکراہ نہیں ہے۔ لیلاک من ہلاک عن بینۃ و یحیی من سچی عن بینۃ۔

ایک شخص اتفاقاً گھوڑے سے گر پڑا۔ ٹانگ ٹوٹ گئی۔ ہڈی کے ریزے ادھر ادھر گئے۔ سول سرجن کا کام یہ ہے کہ ہڈی کو جوڑے۔ زخم صاف کرے۔ پٹی باندھے اور مرہم لگائے۔ لیکن اگر کئی بیر

زخم منزل نہ ہو سکے بلکہ اس کے پلوں و ڈبے اور باقی ٹانگ کو بھی خراب اور مسموم کر دیا گیا۔ یہ
 ہو تو کیا اس وقت اس سول سرجن کا یہ ایک مشفق نہ فریض نہیں ہو جاتا کہ وہ ٹانگ کے مرموم حصہ
 کو کاٹ کر پھینک دے۔ اور اس فاسد عضو بدن پر پیچھا کر کچر و لحم نہ کھائے کہ ٹھوڑے سے زہا اور ٹانگ
 ٹوٹ جانا اور زخم کا منزل نہ ہونا اس کے اختیار میں نہیں تھا۔ اس وقت سول سرجن ہر جس ہر قسم کی دیکھ
 نہیں کہ آیا مریض نے اپنے اختیار سے مرض کو پیدا کیا ہے یا ب اختیار یا ہی طور پر پیدا ہو گیا ہے بلکہ
 اپنے اختیار کو دیکھتا ہے کہ وہ مریض کے بقیہ اعضا بدن کو بچانے کے لئے استعمال کیسکتا ہے۔
 یاد رکھو کہ ارتداد ایک سخت زہر ملا، وہ ہے جو جسم میں پیدا ہو جاتا ہے۔ خدائی سول سرجن سب
 اس کی تحمیل یا اخراج کی تدبیر سے تھک جاتے ہیں تو آخر الحیل التبیف کے قاعدہ سے اس عضو
 فاسد کو کاٹ کر پھینک دیتے ہیں۔ اور وہ ایسا کرنے کے وقت خدا کی طرف سے ولا تاخذکوا بھما
 رافضہ فی دین اللہ اور واعظ اعیہم کے مخاطب ہوتے ہیں۔

کسی سخت پریشی کا مشاہدہ کرنے سے بعض اوقات نازک دل عورتیں یا بعض ضعیف القلب مرد بھی
 غش کھا کر گر پڑتے ہیں لیکن اگر کوئی کمزور دل ڈاکٹر اس سے متاثر ہو کر اوپر پریشی چھوڑ بیٹھے تو ہمیں
 کہا جاسکتا کہ وہ بڑا جمل ہے بلکہ کہا جائیگا کہ وہ اپنے منصب سے معزول کر دینے کے قابل ہے۔
 ہم کو خدا کا بڑا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے موجودہ عہد انحطاط میں امیر غازی مان، اللہ خاں اور ن سے پہلے
 ان کے والد مرحوم کو وہ اختیارات بخشے اور ان اختیارات کے استعمال کی توفیق مرحمت فرمائی جو جسم سلم کو
 نہایت ہی تہی آمایشوں سے پاک کرنے اور اصلاح پر لانے کے لئے ضروری تھے۔

اگر بغرض محال یہ صحیح بھی ہو کہ امیر صاحب کے اس فعل سے اشاعت اسلام میں کچھ رکاوٹ پیدا ہوتی
 ہے تو اس میں پھر بھی کوئی شبہ نہیں کہ حفاظت اسلام میں اس سے بڑی بھاری مدد ملی اور مستطابہ
 قادیان کی کسی چوٹیں بڑی کو ب مدت تک یہ بوس نہ ہوئی نہ علانیہ افغانیوں کے اسلام یا ان کی تحفہ
 تو میرت میں سینک ہا کر کابل کے ذبیح خانہ سے شہادت کا فخر نصیب کرے۔

مرزا محمود ہوں یا محمد علی ان کو چاہئے کہ وہ وہاں غریب یا سوراچی بننے سے سنانوں کو اتنا بیوقوف نہ سمجھیں۔

وہ سب کے سب امیر کابل کو آپ کے کہنے سے آنا مسفاک اور جاہل سمجھ لیں گے کہ وہ دال غیر کے نام
 سفر اور نقد مائون و مضمون رست و رفتاری مذکور۔ مسعودستانی بندہ دوس سے زیادہ زاری و
 ظامینت مت کرے کہ باز جو شوق تیغ آزمائی یا ہجر و کردار مدد پیسہ سے کہ سے قدین کی ایک بڑی
 انصاف سے پیشکش پانچویں ہوتی ہو سکتی ہے۔

کوئی شبہ نہیں کہ کسی دن کو خدا قتل کرنا بڑی سخت چیز ہے قرآن سن جس کو فتنہ ساز و دغاگر سے بھی
 بڑھ کر سخت ہے و الفتنة اند من النفس و العیة اکبر من یقتل۔

یہ فتنہ دین و ملت کے یا ہمت کے جتنا کہ فتنہ ہے اس پر واحد ہوتا ہے ان یمنونک عن بعض ما
 انزل اللہ الیک میں متنبہ کیا گیا ہے۔ اور جس کو نصرت ہارون علیہ السلام نے اپنی قوم کے مرتد گوشت
 پرستوں کو مخاطب کرتے ہوئے باخود اندام فتنہ پرست تعبیر فرمایا تھا۔ اور جو ان کا ہمیشہ مطمح نظر
 رہا ہے جن کی نسبت قرآن میں کہا گیا ہے۔

و الذین یؤمنون کما یؤمنون سواہ اور چاہتو میں بسیرہ خود کا فریض تم بھی کا فریض کی بلایا ہوا
 اور و اکثر من اهل الکتاب لو یردو نکم بہت سے اہل کتاب ازاد مسدود آ رہے ہوتے ہیں کہ تم کو
 من بعد ایما نکم کفلا احذوا من عند انفسہم ایمان لانے کے بعد پھر کہ فریاد آئیں۔

اور و الا ینالون یقاتون نکم حتی یردو کما عن اور وہ ہمیشہ تم سے لڑنے جہاد کرتے رہیں گے کہ اگر ان کا
 دینکم ان استطاعوا اس لیے تو تم کو تھکے دین سے ہٹا دیں۔

اسی فتنہ کے مدد گار اور مٹانے کے لیے وہ جارجانہ اور مدافعانہ جہاد یا سیف مشرعی کیا گیا جس کا خیال
 مسلمانوں کے دلوں سے محو کرنے کے لیے ماسوری پائی کا لغوی اور محمودی پائی کا بروزی نبی مبعوث
 ہوا ہے۔ پڑھو

و اناتوہد حتی لا یكون فتنۃ و یكون دشمن بسلام سے اس وقت تک رو کر فتنہ کا وجود نہ
 الدین للہ و رخہ کا دین بنی و لب ہو کر ہو (جیسا کہ لیضہرہ عنی

اند میں کل سے منہم ہوتا ہے۔

صحیح بخاری میں ابن عمر سے اور سنن ابن ماجہ میں عمران بن حصین سے منقول ہے کہ اس فتنہ سے مرد
ارتداد کا فتنہ ہے رد کیجئے الباری صحیحہ اور اسی کی طرف اشارہ صحیح مسلم میں سعید بن ابی وقاص
کی روایت میں موجود ہے۔

پس اسلام کا سارا جہاد و قتال خواہ ہجوم کی صورت میں ہو یا دفاع کی صرف مرتد بننے یا بناؤ
والوں کے مقابلہ میں ہے جس کی غرض یہ ہے کہ فتنہ ارتداد یا اس کے خطرہ سے مومنین کی حفاظت
کی جائے۔ اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ مرتدین کا جو جسم فتنہ میں استیصال ہو اور مرتد بنائے والوں کے
حملوں اور تدبیروں اور ان کی شوکت و قوت کو جس سے وہ مسلمانوں کے ایمان کو توت کی دھکی دیکے
ہیں ہر ممکن طریقہ سے رد کیا جائے یا توڑا جائے۔

چنانچہ کفار اگر جزیہ دیکر اسلامی رہا یا بنے یا مسلمانوں کے امن میں آجائے یا باہمی مصالحت اور معاہدہ
کی وجہ سے مسلمانوں کو عملاً مطمئن کر دیں کہ وہ ان کے دین میں کوئی رخنہ اندازی نہ کریں گے اور ان کے
غلبہ اور شوکت کی وجہ سے مسلمانوں کو مرتد بنائے جانے کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہیگا تو ایسی اقوام کے
مقابلہ میں مسلمانوں کو ہتھیار اٹھانا جائز نہیں۔

حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون۔ اسے شک کہ وہ جزیہ ادا کریں ہاتھ سے نہیں ہو کر۔

وان احد من المشركين استجارك فاجره۔ اور اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے تو تم اس کو پناہ
دینا۔ یہاں تک کہ وہ اس کا کام سننے سے پھر اس کو اس کی
امن کی جگہ پہنچا دو۔

وان جنحو للسلام فاجنم لها وتوكل على الله۔ اور اگر وہ صلح کے لئے جھکیں تو تم بھی کیلئے جھکنا اور خدا پر بھروسہ

فان اعز لکم فلم یقاتلکم والقوا لیکم۔ پھر اگر وہ تم سے صلح میں آئے تو یہ صلح کی سلسلہ جنباتی کریں

السلام فما جعل الله لکم علیہم سبیلاً۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابلہ میں تم کو کوئی راستہ نہیں دیا۔

وان نکثوا ایما فہم من بعد عہدہم طعنوا۔ اور اگر عہد و پیمان کے بعد انہی قسمیں و ذالیں اذیت محاسن دین پر

فی دینکم فقاتلوا انہم الکفر۔ انہیں زبان دہازی کریں تو انہی کو تم کے سرداروں سے۔

پس جہاد باسیف خواہ ہجومی ہو (یعنی بغیر حق حفظ یا مقدم) نا دفاعی (یعنی بطریق چارہ سازی صرف

مومنین کے ایمانوں کی حفاظت کے لئے ہے۔ اور یہ ایک ایسا فطری حق ہے جس کی کوئی عقیدہ اور
مذہب انسان مسلمانوں کو محروم نہیں کر سکتا۔

اس لئے احکام جہاد کی نسبت جو قرآن میں بکثرت موجود ہیں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ لاکراہ فی
الدین اور اقلند نکرہ الناس حتیٰ یكونوا مومنین کے معارض ہیں۔ بلکہ کہا جائیگا کہ دین میں کوئی
اکراہ نہیں۔ البتہ جو فتنے دین میں رخنہ ڈالتے ہوں ان کے روکنے میں ضرور اکراہ ہے یعنی جہاد تک
مسلمانوں کی طاقت میں ہوگا فتنہ کو اجازت نہیں دی جائیگی کہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں سرنگاری
یا نشوونما پائے۔

اگر اسلام کی اسی حفاظت خود اختیاری کے معنی اس کا بزورِ شمشیر پھیلا یا جانا ہے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ
میشک ایسی حفاظت کے لئے شمشیر استعمال ہوتی ہے۔ اور پابان لوگوں کے ہاتھوں سے جنھیں
خدا ایسی قوت اور توفیق بخشے گا استعمال ہوتی رہیگی۔ الجہاد ماضی الی یومہ القیامہ۔

خود قادیان کا متغنی اپنے قلم کی چوں چوں سے کتنا ہی اس تلوار کی جھنکار کو پست کرنا چاہتا۔
ہم بجز اللہ خوب سمجھتے ہیں کہ اسلام کے بہت سے دانا دشمنوں نے اس امر کی حمایت میں کہ اسلام
برگزیرِ شمشیر نہیں پھیلا سوئی ہوئی کتابیں لکھی ہیں اور کیسی خوبصورتی اور دانائی سے ایک سچی بات
لکھ کر دوسری سچی بات (جہاد بالسیف) کی اہمیت اور ولولہ کو مسلمانوں کے دلوں سے محو کرنا چاہا ہے
اور اسلام کے بہت سے نادان دوست بھی ان کی اس منافقانہ ہمدردی کا شکار ہو گئے ہیں اور
انہوں نے اپنی اصلاح کی قصی سے مسلح جہاد کے بازو کو کتر ڈالے ہیں۔

لیکن یاد رکھئے کہ قانین بالحق کا گروہ نہ تو کسی کی تجھیل اور تخمیت سے ڈرتا ہے اور نہ کسی کی مکاری اور
چرب زبانی سے پسپا ہے۔

وہ بلا خوف تردید کہتا ہے کہ تم حقیقت جہاد سے جاہل ہو اور خدا سے قدوس کی انتہائی وفاداری اور
اس کی راہ میں شجاعانہ سرفروشی کو اگر تم وحشیانہ حرکت اور مذہبی دیوانگی سے موسوم کرتے ہو تو ہم اپنی
دیوانگی اور تمھاری فرزانگی کی نسبت مولانا مومنی کی زبان میں صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔

بعد ازیں دیوانہ سازم خوش را
دوست فرزند کہ شہزادہ نہ شد

آبِ مہر دمِ عفتل دور اندیش را
دوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد

بہر حال مل مرتد یا جہاد بالسیف کا تم مسلمانوں کو فتنہ ست بخود رکھنا سب سے آسان ہے جس کا دل
مخاطب امام صاحب اقتدار ہوتا ہے جن میں ایک مسلمانوں کا کوئی امام صاحب اقتدار نہ ہو۔ وہاں
عام مسلمان اس قسم کے احکام کے مختلف نہیں ہیں (جیسے ہندوستان سے) بنا، اندیشہ ہندوستان کے
مرتد یا غیر مسلم اقوام کو نعمت اللہ خاں کے قتل سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ خود افغانستان
غیر مسلم رعایا یا مستانین کو بھی جیسا کہ مشاہدہ کیا جا رہا ہے کوئی فتنہ نہیں۔
لاہوری پارٹی کے سر کی سمجھ میں ابھی تک یہ فلسفہ نہیں آیا کہ ایک ہندو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم
کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھ کر حکومت افغانستان کے ماتحت آزاد ہے۔ ایک عیسائی یا یہودی آپ کا کو
نعوذ باللہ مقرر می مسترارہ حکومت افغانستان کے کسی عہد پر بھی فائز ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک
مسلمان یہ کہہ کر خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں یہ نہیں (یعنی خاتم النبیین کا تاویل باطل کے پردہ میں
انکار کر کے) واجب قتل ہو جاتا ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ ایسی سیدھی اور موٹی سی بات امیر جماعت احمدیہ کی سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ وہ
کروڑوں انسان جو برٹش قلمرو سے باہر رہتے ہیں اور انہوں نے آج تک انگریزوں کی حکومت اپنے اوپر
قبول نہیں کی آزاد ہیں کہ جوچ ہیں قانون اپنے لئے بنائیں اور جس طرز سے چاہیں زندگی بسر کریں انگریزی
حکومت کو ان سے کوئی شکر کا نہیں۔ لیکن وہ شخص جو برٹش حکومت اور برٹش قانون کو قبول کر کے انگریزی
رعایا بن چکا ہے وہ چاہے بغاوت کا بھندہ اٹھ کر دے اور سڈیشن یا انار کی پھیلائے اور حکومت کے
قانون کو توڑے۔ ساتھ ہی زبان سے یہ بھی کہتا ہے کہ میں انگریزوں کی وفادار رعایا میں سے ہوں۔
حکومت اس سے اغماض نہیں کر سکتی۔ حکومت اگر اس کے لئے پچانسی یا جس دوام کی سزا تجویز کرے تو
یہ سوال نہیں کیا جاسکتا کہ جب کروڑوں آدمی دنیا میں انگریزی حکومت سے باہر ایسے موجود ہیں جو
انگریزی قانون اور اس کی حکومت کو قطعاً نہیں مانتے اور حکومت ان کو کوئی تعرض نہیں کرتی تو کیا وجہ ہے

کہ رعیت کا اقرار کرنے والے شخص کو سٹیشن کے جرم میں اس قدر سخت اور سنگین سزا دی جا رہی ہے
 خوب سمجھ لو کہ جو شخص اسلام میں داخل ہوا وہ اس کے حلقہ حکومت میں یہ دیکھ کر اس نے
 اسلام کے پورے قانون کو اپنی حق میں قبول کر لیا۔ اب اگر وہ اسلام کا زبانی دعویٰ رکھتے ہوئے
 اسلام سے نکلنا چاہتا ہے اور اس کے قانون کو توڑنا چاہتا ہے۔ اور خاتم النبیین کی رعیت بننے
 کے بعد کسی کذاب کو جدید نبی مانکر فی الحقیقت آپ کے دعوائے خاتم النبیین کو چیلنا ہے وہ اسلام
 کا باغی ہے۔ پس اسلام کی طرف سے دو یقیناً ایسی سزا کا مورد ہوگا جس کے مورد وہ غیر مسلم لوگ
 نہیں ہیں جو ابھی تک اسلام کے حلقہ میں داخل ہی نہیں ہوئے اور جو من شاء فلیومن و
 من شاء فلیکفر کی تہدید آمیز آزادی سے ابھی تک متمتع ہو رہے ہیں۔

امیر جماعت احمدیہ سوال کرتے ہیں کہ

”اگر مسلمان حکومتیں اپنے ملکوں میں یہ قانون بنائیں گی کہ غیر مسلم کو ان کے ملک میں
 اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں تو اس کے بالمقابل کیا عیسائی طاقتیں سی
 قسم کا قانون اسلام کے خلاف بنائیں گی میں حق بجانب نہ ہونگی کہ ان کی حکومت میں
 تبلیغ اسلام کی اجازت نہیں اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی کہ تبلیغ اسلام کا کام دنیا میں
 قطعی طور سے رک جائیگا۔“

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام اپنے اختیار سے کسی شخص کو مرتد بنائے جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔
 اسلام کا یہی قانون افغانستان میں بہت پہلے سے ایج ہے۔ اب اگر اس کے جواب میں محمد علی یام زہا
 محمود کے مشورے سے غیر مسلم حکومتیں اپنے قلمروں میں تبلیغ اسلام کو روک دیں تو اگرچہ ہم مسلمان اپنے عقیدہ
 کے موافق کہ آج دنیا میں صرف ایک مذہب اسلام ہی سچا اور مکمل اور عالمیہ مذہب ہو سکتا ہے ان کی
 اس بندش کو حق بجانب نہیں کہہ سکتے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ وہ ایسا کر گزریں تو ہم ان کو روک بھی نہیں
 نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک طرف اگر نو مسلموں کا سلسلہ رک جائیگا تو دوسری جا پر ان مسلمانوں کا اسلام سے
 نکلنا بھی بند ہو جائیگا۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ موجودہ دولت کی حفاظت غیر موجود دولت کی

تفصیل سے اہم اور مقدم ہے۔ کسی چھوٹی سے چھوٹی اور ضعیف سے ضعیف سلطنت کی غیرت بھی اس کی اجازت نہیں دے گی کہ وہ اپنے حاصل شدہ حقوق و فوائد کی حفاظت کے لئے فوج بھرتی کرنے اور بڑی سے بڑی طاقت کی ٹکرائٹھانے سے پہلو تہی کرے۔

حالانکہ وہ جانتی ہے کہ اس تحفظ کے سلسلہ میں اس کے سپاہیوں کا نقصان خیم کے سپاہیوں سے بہت زیادہ ہوگا۔

پھر کیا وجہ ہے کہ اسلام اپنے پیروں کی ایمان کی حفاظت میں ایسی غیرت اور منصب و طمی نہ دکھلائے۔ اور اس خوف سے کہ اُس کو دوسری جگہ بعض غیر حاصل شدہ فوائد سے محروم ہونا پڑے گا اپنی حاصل شدہ حقوق کی حفاظت سے دست بردار ہو جائے۔

مرزا محمود اور محمد علی مع اپنی ذاتیات کے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر عیسائی طاقتوں سے ایسا قانون بنائیں اور تبلیغ اسلام کے قانون نارو کہ نیے جانے کا گناہ اور قتل مرتد کے جواب میں قتل کئے جانے والے تو مسلمانوں کا خون اپنی گردن پر اٹھالیں۔ لیکن وہ یہ امید بر لڑنے رکھیں کہ افغانی حکومت اُن کی ان دھمکیوں سے مرعوب ہو کر اپنا اسلامی قانون بدل ڈالیگی۔ اور اُن کو یہ موقع دیا جائیگا کہ افغانستان کے نہایت ہی پکے اور سچے مسلمانوں میں ایک جھوٹے نبی کا نام لیکر اور غیر مسلموں کے ایجنٹ بنکر تفرقہ اندازی کرتے پھریں۔

محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ اسلام کی فتح اس میں نہیں کہ مسلمان ملکوں میں دوسرے مذہب کی تبلیغ رکی ہے۔ بلکہ اسلام کی فتح یہ ہے کہ اسلام کے مخالف اپنی ساری مادی طاقتوں کو صرف کر لیں اور حسبِ اسلام سے لوگوں کو نکالنے کے لئے زور لگا سکتے ہیں لگائیں و آخر دیکھ لیں کہ کس طرح پر وہ ناکام رہتے ہیں۔

بیشک اس نتیجہ کا ہم کو بھی یقین ہے اور خدا کی مہربانی اور امداد سے ہم کو پورا وثوق ہے کہ اسلام کے خلاف سب دجالانہ کوششیں اندرونی ہوں یا بیرونی آخر کار ناکام ہو کر رہیں گی لیکن اس یقین اور اور وثوق سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم بُرائی کی جس کوشش کو ضرور میں آنے سے پہلے روکنے پر قادر ہوں

نہ روکیں اور جس بدی کو نمودار ہونے سے قبل ہی ہم بند کر سکتے ہوں بند نہ کریں۔

اسلام صرف بہادری ہی نہیں حکیم بھی ہے وہ اپنی بہادری کے جوش میں اور آخری فتح کے یقین پر احتیاطی تدابیر اور حفاظتی وسائل کو نظر انداز نہیں کرتا۔ بلکہ بطور انجام دہی جہان تک ممکن ہو فتنے کے آنے سے پہلے ہی بند لگاتا ہے۔ اگر اس پر بھی فتنہ کسی جگہ نہڑ سکے تو پھر بہادرانہ مقابلہ کرتا ہے۔ اور ہر صورت میں انجام یہ ہی ہوتا ہے کہ حق کی فتح اور باطل کا سر نیچا ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین پر چڑھائی کی لیکن جب انہوں نے مانعین زکوٰۃ سے (حکم زکوٰۃ نہ ماننے کی وجہ سے) قتال کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ مانع آئے کہ تم کلمہ پڑھنے والوں کے ساتھ قتال کیسے کرو گے۔ آپ فرمایا کہ واللہ لا قاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والذکوٰۃ۔ خدا کی قسم میں ضرور اس شخص سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔

چنانچہ حضرت عمر اور دوسرے مقررین کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور حق تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے فتنہ ارتداد کا استیصال کر دیا اور حق کو وہ فتح و نصرت نصیب ہوئی کہ بعد میں صحابہ ابوبکر کے اس کارنامہ پر رشک کرتے تھے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ مانعین زکوٰۃ اگر خلیفہ کے مقابلہ میں چڑھ کر آئے تھے تو کیا حضرت عمر جلیل القدر صحابہ اس کی مداخلت سے ابوبکر صدیق کو روکتے تھے۔ کیا انہوں نے فقاتلو الّتی تبغی حتی تقی الی الامر اللہ قرآن میں نہیں پڑھا تھا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب میں یہ نہ فرمایا کہ یہ لوگ باغی ہیں اور خلافت کے مقابلہ پر انہوں نے چڑھائی کی ہے اسلئے ان سے لڑنا ضرور ہے۔ جو جواب دیا وہ صاف بتلاتا ہے کہ اگر کوئی جماعت مسلمان ہونے کے بعد نماز یا زکوٰۃ یا اسلام کے کسی قطعی حکم کے ماننے سے انکار کریگی تو اس سے ضرور قتال کیا جائیگا۔ تاوقتیکہ وہ راہ راست پر نہ آجائے۔

ہاں حنفیہ نے قتل مرتد کے حکم سے عورت کو مستثنیٰ کہا ہے۔ اگرچہ جس دوام کا حکم وہ بھی دیتے ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ جرم ارتداد کی سزا قتل نہیں ہے بلکہ ایک ہی جرم کی دو سزائیں مجرمین کے احوال کے تفاوت کی بنا پر ہیں۔

سب خانہ عثمانیہ

اگرچہ ہر زمانہ میں اس کی ضرورت رہی ہے کہ اسلام کے محاسن اور اس کے اسرار و حکم اور قرآن و سنت کو حقائق کو ظاہر کرنیوالی کتابیں طالبین حق کے ہاتھوں میں پہنچیں۔ جن کو پیرہ کر مسلمانوں کے قلوب مطمئن اور ایمان تازہ اور قوی ہوں اور اسلامی تعلیمات پر کھتہ چینی کرنے والے بھی اگر نیک نیتی اور انصاف سے پڑھیں تو اپنے خیالات کی اصلاح کر سکیں۔

لیکن آج یہ ضرورت ہمیشہ سے زیادہ ہے۔ اسلام کے اندر اور اس سے باہر کئی ایک فرقے ایسے کھڑے ہو گئے ہیں جو اپنی پوری ہمت۔ سرگرمی اور تدبیر سے نہ صرف اسلام بلکہ دنیا میں سے مذہبیت کی عام روح کو فنا کر ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ بار بار مذہب کا نام لیکر لاند مذہبیت کی فتح چاہتے ہیں۔

اسلام روحانیت کا تکملہ سیکر ہونے کی وجہ سے چونکہ لاند مذہبیت کا سب سے زیادہ سخت اور طاقتور دشمن ہے۔ اس لئے ان لوگوں کی سر اڑ علنا بر طریقہ سے یہ کوشش رہتی ہے کہ اسلام کا روشن چراغ کسی طسح باطل کی پھونکنوں سے گل کر دیا جائے۔

ان ہی واقعات و بواعت نے ہمارے دل میں یہ تحریک پیدا کی کہ ہم اپنے استاذ امام مفسرین و مکتبین ماہر السیاسة المدنیة والشرعیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی سے یہ درخواست کریں کہ وہ وقتاً فوقتاً دین القطرۃ (اسلام) کے اہم اور معرکہ الآراء مسائل اور قرآن و حدیث کے خاص خاص ضروری حقائق پر تقریر فرمادیا کریں جس کو ہم خدام منضبط اور مرتب کر کے آپ کو دکھلا دیں اور آپ کی اصلاح و ترمیم کے بعد شائع ہو جایا کرے تاکہ حاضرین کی طرح غائبین بھی ان جو اہر را نمایہ سے متمتع ہو سکیں۔

اسی سلسلہ کا پہلا نمبر اعجاز القرآن کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس کے آخر میں وعدہ کیا گیا تھا کہ قرآن کریم پر جو سیفہا نہ نکتہ چینیاں کی گئی ہیں آئندہ ان کا جواب دیا جائیگا۔

چنانچہ اسی سلسلہ کا دوسرا نمبر الجہاد الکبیر طبع ہو کر تیار ہو گیا ہے جو بندہ عاجز نے مولانا کی تقریر سے مرتب کیا ہے اور مولانا اس پر صلاحی نظر فرما چکے ہیں۔ اسی سلسلہ کے دو نمبر اور طیار رکھے ہیں جو انشاء اللہ بعد میں شائع کئے جائیں گے۔

مولانا کی رائے یہ ٹھہری ہے کہ ستیا رتھ پر کاش کے چودہویں باب میں جبقہ راعتراضات و شبہات

قرآن کریم پر کئے گئے ہیں اُن کا بالترتیب جواب ہونے میں امید ہے کہ یہ سلسلہ طالبین حق و صواب اور مبلغین و مسافرن کے لئے نہایت مفید ہوگا۔

مولانا کے علم و فضل اور تحریر و تقریر سے آج دنیا واقف ہے۔ مشکل سے مشکل مضامین اور دقیق سے دقیق علوم کو سلیس اور دلچسپ عبارت میں ادا کر نیک خاص حصہ خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔
بندہ عاجز کی پوری کوشش ہوگی کہ اس سلسلہ کے تمام نمبر خواہ وہ کسی کے قلم سے منضبط ہوں اور مولانا کی دوسری تصانیف سب ایک جگہ مہیا ہیں تاکہ شائقین کو طلب کرنے میں کوئی وقت پیش نہ آئے۔

اسی ضرورت سے کتب خانہ عثمانیہ کے نام سے یہ کتب خانہ قائم کیا گیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ ان کتابوں کے مطالعہ اثر ہوئے اس کتب خانہ کے قیام کی ضرورت کو مجھ سے زائد محسوس کرینگے اور اگر کوئی صاحب اس سلسلہ کے مستقل خریدار بننا چاہیں تو وہ اپنا نام اور پتہ مجھ کو لکھ کر بھیج دیں تاکہ جو کتاب اور رسالہ اس سلسلہ میں تیار ہو وہ اُن کے پاس فوراً بھیج دیا جائے۔ فقط والسلام

فہرست کتب مصنفہ حضرت امام المفسرین و اکابر السیاسة المدنیة والشرعیة
حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی مدظلہ

الاسلام جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی مذہب عقل سلیم اور فطرہ صحیحہ کے موافق ہو تو وہ نہایت سبب اسلام و قیمت ۱۰
لعقل و نقل جس میں دکھلایا گیا ہے کہ اگر کبھی عقل سلیم اور نقل صحیح میں اختلاف ہو تو فیصلہ کیا صورت ہے اور ترجیح کا کیا طریقہ ہے۔

اعجاز القرآن جس میں معجزہ کی تحقیق اور قرآن کا کلام الہی ہونا ثانی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے قیمت ۵
ہدیہ سنیہ جس میں مسئلہ وحدہ و تعدد حق اور نعمائے جنت کے جسمانی ہونے کی تحقیق کی گئی ہے۔ قیمت ۲
تحقیق خطبہ جمعہ خطبہ کس زبان میں ہونا چاہئے۔ قیمت ۱

درود حضرت الحاج مولانا راہپوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کا نہایت درد انگیز مرثیہ قیمت ۱
الجہاد الکبیر اس سلسلہ جواب ستیارتھ پر کاش۔ اس حصہ میں مسئلہ ذبح حیوانات کی تحقیق ہے۔ قیمت ۲
ایضاً ۲ جس میں جہاد کے مسئلہ کی پوری تحقیق ہے۔ (ذیر طبع)۔

خالسار بندہ محمد یحییٰ نانوتوی شوتھانوی معین المدرسین دارالعلوم دیوبند